در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگارِ

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

مجلہ

# الحسن

پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری

بانی مدیر اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

رجسٹرڈ نمبر
پی ۵۶۵

پندرہ روزہ


# الحسن پشاور


سرپرست اعلیٰ
(فقیر) سید
محمد نور الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۵-۲۶ | جلد نمبر ۳

یکم تا ۳۱ جولائی ۲۰۲۵ء | محرم الحرام ۱۴۴۶ھ

مدیر اعلیٰ سید غلام الحسنین قادری گیلانی نے عکاس پرنٹرز محلہ جنگی پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا۔


بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

# فہرست مضامین



| نمبر شمار | عنوان | مضمون نگار | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ۱ | شذرہ | سید غلام الحسین قادری گیلانی | ۳ |
| ۲ | نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | طاہرہ الطاف | ۵ |
| ۳ | انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویۃ | سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ | ۶ |
| ۴ | دراسات الحسنیہ | سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ | ۱۴ |
| ۵ | دنیا کی ساری مائیں ہیں قربانِ آمنہ! | صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گیلانی | ۱۹ |
| ۶ | احکامِ الٰہی | صاحبزادہ محمد فاروق مرتضوی | ۲۰ |
| ۷ | عفیفہ کائنات کا علمی مقام | خدیجہ طاہر | ۲۷ |
| ۸ | نکاحِ نبوی اور سیدہ عائشہ کی عمر | مترجم: عمران جاوید قادری | ۳۰ |
| ۹ | امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ | غلام معین الدین نعیمی | ۳۴ |
| ۱۰ | مولانا شاہ احمد نورانی کی خدمات | حاجی تنویر احمد صدیقی قادری مرحوم | ۴۲ |
| ۱۱ | غزل | مخدوم محی الدین | ۴۶ |
| ۱۲ | بزم مولوی جی رحمۃ اللہ علیہ | سید محمد انور شاہ قادری بخاری | ۴۷ |
| ۱۳ | پیر مہر علی شاہ کی دھنک رنگ شاعری | مولانا طفیل احمد مصباحی (انڈیا) | ۵۱ |
| ۱۴ | پیر مہر علی شاہ اور شاہ سلیمان پھلواری | محمد نعمان چشتی | ۵۸ |
| ۱۵ | غزل | جگر مراد آبادی | ۶۴ |

شذرہ

# موسمیاتی تبدیلی اور پاکستان

سید غلام الحسنین قادری گیلانی

پاکستان میں ماہِ جولائی محض ایک کیلنڈر کا مہینہ نہیں رہا بلکہ یہ اب موسمیاتی خطرات اور ضروری شہری سہولیات کے فقدان کے حوالے ریاستی نااہلی کی علامت بن چکا ہے۔ حالیہ برسوں کی طرح اس سال بھی جولائی کے مون سون نے ایک بار پھر واضح کر دیا کہ موسمیاتی تبدیلی کوئی مستقبل کا خدشہ نہیں بلکہ ایک موجودہ، جاری اور تباہ کن حقیقت ہے۔

عالمی سطح پر تسلیم شدہ ادارے انٹر گورنمنٹل پینل آن کلائمٹ چینج اپنی چھٹی جائزہ رپورٹ میں واضح کر چکا ہے کہ جنوبی ایشیا، بالخصوص پاکستان، موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کے اعتبار سے انتہائی حساس خطہ ہے جہاں بارشوں کی شدت میں اضافہ، ہیٹ ویوز (گرم ہواؤں)، گلیشیئر پگھلاؤ اور اچانک سیلاب مستقبل نہیں بلکہ حال کا حصہ بن چکے ہیں۔

## اعداد و شمار کیا بتاتے ہیں؟

وفاق کے زیر انتظام موسمیاتی ادارے پاکستان میٹرولوجیکل ڈیپارٹمنٹ کے مطابق گذشتہ دو دہائیوں میں مون سون بارشوں کی شدت اور غیر متوازن تقسیم میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ جولائی ۲۰۲۵ء کے دوران کئی شہری مراکز خصوصاً لاہور، راولپنڈی، کراچی، پشاور اور کوئٹہ میں قلیل وقت میں معمول سے کہیں زیادہ بارش ریکارڈ کی گئی جس کے نتیجے میں اربن فلڈنگ (شہری سیلاب) نے بنیادی ڈھانچے کو مفلوج کر دیا۔

اسی طرح نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) کی رپورٹس ظاہر کرتی ہیں کہ پاکستان

میں سیلاب سے ہونے والا سالانہ معاشی نقصان اب اربوں ڈالر تک جا پہنچا ہے جبکہ متاثرین کی اکثریت کا تعلق غریب اور غیر محفوظ آبادیوں سے ہے۔

ورلڈ وَیدر ایٹری بیوشن جیسے بین الاقوامی تحقیقی نیٹ ورکس نے حالیہ مطالعات میں یہ ثابت کیا ہے کہ پاکستان میں شدید مون سون بارشوں کے امکانات موسمیاتی تبدیلی کے باعث کئی گنا بڑھ چکے ہیں۔ ان تحقیقات کے مطابق اگر عالمی درجہ حرارت میں اضافے کو ایک اعشاریہ پانچ ڈگری سینٹی گریڈ تک محدود نہ کیا گیا تو جنوبی ایشیا میں شدید بارشوں کے واقعات مزید مہلک ہو جائیں گے۔ اس کے باوجود پاکستان کا شہری منصوبہ بندی کا نظام آج بھی نوآبادیاتی دور کے نکاسی آب کے نظام، تجاوزات اور غیر سائنسی ہاؤسنگ سکیموں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔

بدقسمتی سے پاکستان میں موسمیاتی آفات کے حوالے سے ریاستی ردعمل اب بھی زیادہ تر ریلیف اور امداد تک محدود ہے جبکہ آفات سے قبل منصوبہ بندی، موسمیاتی موافقت و ممکنہ نقصانات کو کم کرنا جیسے تصورات پالیسی دستاویزات سے آگے نہیں بڑھ پاتے۔ یو این ڈی پی اور ایشین ڈویلپمنٹ بینک کی متعدد رپورٹس اس بات پر زور دیتی ہیں کہ پاکستان جیسے ممالک کو فوری طور پر موسمیاتی موافق شہری منصوبہ بندی، ابتدائی وارننگ سسٹمز کی توسیع، مقامی حکومتوں کو وسائل اور اختیارات اور ماحولیاتی تعلیم کو قومی نصاب کا حصہ بنانا ہوگا۔

جولائی کی بارشیں ہمیں ہر سال یہی پیغام دیتی ہیں کہ اگر موسمیاتی بحران کو محض قدرتی آفت سمجھ کر نظرانداز کیا جاتا رہا تو آنے والے برسوں میں نقصان ناقابلِ تلافی ہو جائے گا۔ پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جنہوں نے عالمی کاربن اخراج میں نہ ہونے کے برابر کردار ادا کیا مگر نقصان سب سے زیادہ اٹھا رہے ہیں جو کہ ماحولیاتی ناانصافی کی بدترین مثال ہے۔

اب وقت آ گیا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کو محض ایک ماحولیاتی مسئلہ نہیں بلکہ قومی سلامتی، معاشی بقا اور سماجی انصاف کا سوال سمجھا جائے۔ بصورتِ دیگر ہر جولائی ہمارے لیے ایک نیا المیہ لے کر آئے گا اور ہم صرف نقصانات کا تخمینہ لگاتے رہ جائیں گے۔

# نعت پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طاہرہ الطاف

محمد (م ۔ ح ۔ م ۔ د)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

عقیدت سے بولو

محبت سے لکھو

محمد کا میم

م کہتے ہی دیکھو

ملے ہیں نا دو ہونٹ!

پیاسے کو جیسے، ملے جامِ کوثر

یہ حامیم دونوں

(حم) مقدر پہ حاوی

کہ دال اس میں ہے

(د) بس دلیلِ شفاعت

یہ بخشش کی کنجی ہے

راہِ نجات!

جو یہ نام لکھو قلم چوم لینا

یہی نام روشن کرے گا لحد کو

یہی نام ہو گا شفاعت کا ضامن

گذشتہ سے پیوستہ

# انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویہ

قطب الاقطاب شیخ القرآن والحدیث
حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

## بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ فَا كِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھل (تناول فرمانے) کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں سات احادیث ہیں)

**حل لغات:** فَاكِهَةٌ: میوہ، پھل، اس کی جمع فَوَاكِه ہے۔ تر ہو یا خشک، ہر قسم کا پھل جس کو کھا کر لذت حاصل کی جائے۔

**تشریح:** اس باب میں حضور پاک، سیّد الانس والجان، عالم علومِ اولین وآخرین، سرورِ عالم وعالمیان جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قسم کے پھل کھانے کا بیان ہے۔ نیز حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب سب سے پہلا پھل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش فرماتے تو حضور شفیق امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے دعائے برکت فرماتے۔

**حدیث نمبر ۱/۱۸۹:** حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن جعفر قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ

اَلْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ

**ترجمہ:** عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ککڑی کو تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

**حل لغات:** القِثّآء: ککڑی، کھیرا۔ اَلرُّطب: تازہ کھجور۔

**تشریح:** شارحین کرام نے اس حدیث شریف کی شرح میں طبی نقطہ نظر سے خوب تبصرے کیے ہیں جو اپنی جگہ پر درست اور صحیح ہیں۔ اس حدیث شریف سے حضور پاک ﷺ کا ککڑی اور کھجور کو نوش فرمانا ثابت ہے۔ آنحضور ﷺ نے اعتدال کے لیے ککڑی (ٹھنڈی سبزی) کو کھجور (گرم میوے) سے ملا کر نوش فرمایا۔

**حدیث نمبر ۲/۱۹۰:** حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ

**ترجمہ:** ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم ﷺ تربوز کو تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

**حل لغات:** اَلْبِطِّيخَ: تربوز، ب کی زیر کے ساتھ صحیح ہے اور ب کی زبر کے ساتھ غلط ہے۔

**تشریح:** بِطِّيخَ کے ترجمہ میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ خربوزہ ہے اور بعض نے کہا کہ تربوز ہے۔ صاحب ''جمع الوسائل'' جلد ۱، صفحہ ۲۴۲ پر فرماتے ہیں کہ صحیح تربوز ہے کہ یہ سرد ہے اور کھجور کی گرمی کو متعدل کر دیتا ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی روایت کرتے ہیں

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ وَيَقُولُ يَدْفَعُ حَرُّ هَذَا بَرْدَ هَذَا وَبَرْدُ هَذَا حَرَّ هَذَا

یعنی یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تربوز کے ساتھ تازہ کھجور نوش فرماتے اور ارشاد فرماتے تھے کہ اِس کی ٹھنڈک اُس کی گرمی کو اور اُس کی گرمی اِس کی ٹھنڈک کو زائل کردے گی۔

**حدیث نمبر ۱۹۱/۳:** حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدًا أَوْ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ وَهْبٌ وَكَانَ صَدِيقًا لَهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْخِرْبِزِ وَالرُّطَبِ

**ترجمہ:** انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خربوزہ اور تازہ کھجور اکٹھے نوش فرماتے دیکھا ہے۔

**حل لغات:** اَلْخِرْبِز: خربوزہ۔

**تشریح:** سیّد عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خربوزہ کھانا بھی ثابت ہوا ہے، نیز خربوزہ اور تازہ کھجور کو ملا کر نوش فرمانے کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ خربوزہ پھیکا ہو اور کھجور سے اس کے مزے کو بدل دیا جاتا ہو جیسا کہ ہمارے ہاں پھیکے خربوزہ پر شکر ڈال کر کھایا جاتا ہے۔

**حدیث نمبر ۱۹۲/۴:** حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ۔

**ترجمہ:** ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تربوز تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرمایا۔

**تشریح:** اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے تربوز اور کھجور نوش فرمائی تھی۔

**حدیث نمبر ۵ / ۱۹۳:** حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ (ح) وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثِمَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّه، دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهٖ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَه، قَالَ ثُمَّ يَدْعُوْا صَغَرَ وَلِيْدٍ يَّرَاهُ فَيُعْطِيْهِ ذَالِكَ الثَّمَرَ

**ترجمہ:** ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے تھے، تو حضور پاک ﷺ دعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما اور ہمارے شہر (مدینہ منورہ) پر برکت نازل فرما، اور ہمارے صاع اور مُد میں برکت دے، اے مولا کریم! بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے عبد اور خلیل اور نبی ہیں اور میں یقیناً آپ کا عبد اور آپ کا نبی ہوں اور انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے آپ کے حضور میں دعا کی تھی اور میں مدینہ منورہ کے لیے آپ کے حضور میں دعا کرتا ہوں، اسی طرح کی دعا جس طرح کی دعا انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے کی تھی اور اس سے دو چند۔ راوی کہتا ہے کہ پھر آنحضور ﷺ سب سے کم عمر بچے جو موجود ہوتے طلب فرماتے اور انہیں اس پھل سے عطا فرماتے۔

**حل لغات:** صَاع: عرب میں وزن ناپنے کا ایک پیمانہ ہے، صدر الشریعہ فرماتے ہیں ''صاع کیلے است کہ بگنجد دروے ہشت رطل'' اس پیمانہ سے کھجور وغیرہ ناپتے ہیں۔ مُدّ: یہ بھی عرب میں وزن ناپنے کا ایک پیمانہ ہے، ''مہذب'' میں ہے ''مد یک رطل وسوئم حصہ رطل است'' ح تحویل اسناد کی علامت ہے۔

**تشریح:** ابو ہریرہ کا ارشاد ہے کہ "صحابہ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے"، یعنی جب پہلا پھل اپنے باغ میں سے اتارتے تو اسے اپنے گھر میں لے جانے سے پہلے اور بازار میں لانے سے پہلے دعائے برکت لینے کے لیے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے۔

حضرت علامہ مولانا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں کہ صحابہ اس لیے یہ پہلا پھل یا میوہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے کہ:

"بزرگ تر می دانستند و محبوب تر و اعلیٰ وطلب برکت می کردند کہ بیُمن دست مبارک او قبولیت دعائے او رخیر و برکت دران پیدا شود"

یعنی حضور سرور عالم و عالمیان نبی رؤف و رحیم، صاحب شفاعت کبریٰ جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہر ایک سے بزرگ تر سمجھتے تھے اور ہر ایک سے زیادہ محبوب جانتے تھے اور ہر ایک سے مرتبہ و مقام و منصب میں بلند و بالا جانتے تھے اور حضور پاک سراپا برکت ﷺ کی ذاتِ مبارک سے زیادتی کی طلب کرتے تھے کہ جب اس پھل کو حضور سراپا نور ﷺ کا دست مبارک لگ جائے گا تو وہ پھل یُمن سے بھر جائے گا اور چونکہ حضور ﷺ کی دعا مقبول ہے اس لیے اس پھل میں انتہائی خیر و برکت پیدا ہو جائے گی۔

کتنا پاکیزہ جذبہ تھا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا، اور کتنا ہی پختہ اور سچا عقیدہ تھا ان اُمّت محمدیہ کے بزرگ ترین افراد کا، کتنی ہی پیاری اور اعلیٰ ترین محبت تھی ان جانثارانِ نبوت کی۔ اہل مدینہ کی اس محبت، ان کے اس اخلاص اور ان کے اس پختہ عقیدہ کو دیکھ کر حضور پاک ﷺ نے بھی مدینہ پاک کے رہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی برکت کی دعائیں فرمائیں، یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا

الصَّلٰوةَ فَاجۡعَلۡ اَفۡـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ وَارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَشۡكُرُوۡنَ (ابراهيم: ۳۷)

''اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی میں جس میں کھیتی نہیں ہوتی، تیری خدمت والے گھر کے پاس، اے میرے رب اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی دو چند برکتوں کی دعائیں فرمائیں اور اہل مدینہ منورہ کے حق میں وہ سب قبول ہوئیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں پھل کے پیش کرنے کی صحابہ کرام کی یہ سنّت آج تک صحیح العقیدہ اہلسنّت و جماعت حنفی اولیاء اللہ کو ماننے والے افراد میں جاری ہے۔

چنانچہ اب بھی سادات کرام کے پاس اسی طرح یہ لوگ اپنے باغات کا پہلا پھل اتار کر حاضر کرتے ہیں اور سادات کرام اولادِ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعائے برکت طلب کرتے ہیں۔

حضور سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعائیں فرمانے کے بعد اہل بیت کے کم عمر بچوں کو بلا کر اس پھل سے ان کو عنایت فرماتے اور صحابہ کرام کے کم عمر بچوں پر تقسیم کرتے۔

صاحب ''اتحافات الربانیہ'' (صفحہ ۲۴۸ پر) ''جامع صغیر'' سے نقل فرماتے ہیں:

كَانَ إِذَا أُتِيَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِبَاكُورَةِ الثمر وَضَعَهَا عَلَى عَيْنَيْهِ ثُمَّ عَلَى شَفَتَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوَّلَهُ فَأَرِنَا آخِرَهُ

یعنی جب فصل کا پہلا میوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو آنکھوں پر رکھتے پھر ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دعا فرماتے

اللَّهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوَّلَهُ فَأَرِنَا آخِرَهُ

پھر جو بچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتے ان میں تقسیم فرما دیتے۔

## حدیث نمبر ۶ / ۱۹۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ بَعَثَنِي مُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ وَعَلَيْهِ أَجْرٌ مِنْ قِثَّاءٍ زُغْبٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْقِثَّاءَ فَأَتَيْتُه بِهٖ وَ عِنْدَه حِلْيَةٌ قَدْ قَدِمَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَمَلَأَ يَدَه مِنْهَا فَأَعْطَانِيهِ

**ترجمہ:** ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ مجھے معاذ بن عفراء (جو ربیع کے چچا ہیں) نے ایک طباق دیا جس میں تازہ کھجوریں اور روئیں دار ککڑیاں تھیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ککڑی بہت پسند فرماتے تھے تو میں وہ لے کر خدمت میں حاضر ہو گئی۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ زیورات تھے جو کہ تحفۃً بحرین سے آئے تھے پس آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ بھر کر ان زیورات سے مجھے عطا فرمائے۔

**حل لغات:** قِنَاعٍ: طباق، اَجْرٍ، جَرْوٌ کی جمع ہے، چھوٹا پھل، انار ہو، یا خربوزہ یا ککڑی۔ زُغْبٌ: نرم روئیں، رواں دراصل تو زَغَب اس روئیں کو کہتے ہیں جو چوزہ کے بدن پر شروع میں نکلتا ہے۔ حِلْيَة: زیور۔

**تشریح:** اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو پھل پسند ہوتے تو حضرات صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں تحفۃً بھیجتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جواباً جو کچھ موجود ہوتا مرحمت فرما دیتے اور لوگ اس کو تبرک جانتے۔ وہ برتن جس میں تحفہ آتا، خالی نہ بھیجتے۔ چنانچہ آج تک یہ طریقہ سادات کرام کے گھروں میں رائج ہے۔

حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى كَمَالِ كَرَمِهٖ وَمُرُوَّتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یعنی اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کرم اور کمال مروت کی دلیل ہے۔

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۰۳ھ تحریر فرماتے ہیں فیہ عظم سخائہ و جودہ یعنی اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی سخاوت اور بخشش کا اظہار ہو رہا ہے۔

صاحب "اتحافات الربانیہ" حضرت احمد عبدالجواد الدومی (صفحہ ۲۴۹ پر) تحریر فرماتے ہیں:

**وھذا ایدل علی عظیم سخائہ و کرم جودہ**

یعنی تحفہ کے جواب میں مرحمت فرمانا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم سخاوت اور عظیم بخشش وعطا کی دلیل ہے۔

**حدیث نمبر ۷ / ۱۹۵:** حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ انبانا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِقِنَاعٍ مِّنْ رُطَبٍ وَّاَجْرٍ زُغْبٍ فَاَعْطَانِيْ مَلْاَءَ كَفِّهٖ حُلِيًّا اَوْ قَالَتْ ذَهَبًا

**ترجمہ:** ربیع بنت معوذ بن عفرا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک طباق لے کر حاضر ہوئی جس میں تازہ کھجوریں اور باریک روئیں والی ککڑیاں تھیں تو حضور سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مٹھی بھر کر سونا یا زیور عطا فرمایا۔

**حل لغات:** کَفّ: ہتھیلی۔ ذَھَباً: سونا۔

**تشریح:** اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۶ / ۱۹۴ اسی باب میں گزر چکی ہے۔ حُلِيًّا أَوْ قَالَت ذَهَبًا یعنی زیور یا سونا یہ شک راوی کا ہے یعنی زیور تھا یا سونا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ فَاكِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پورا ہو گیا۔

(جاری ہے)

گذشتہ سے پیوستہ

# دراسات الحسنیہ

## توحید ورسالت، قرآن حکیم واحادیث کی روشنی میں

قطب الاقطاب شیخ القرآن والحدیث
حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کی چار صفات بیان کی گئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ کروڑہا برس گزر گئے اور کروڑہا برس گزر جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ زندہ ہے، قائم ودائم ہے، نہ کبھی اسے اونگھ آتی ہے، نہ اس پر نیند طاری ہوتی ہے۔ آگے فرمایا

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

یعنی اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

غرضیکہ اس تمام کائنات کا مالک وہی ہے، آسمان سے مینہ وہی برساتا ہے اور زمین سے قسم قسم کے پھل اور غلہ پیدا کرنے والا وہی ہے۔ اس کے حکم کے بغیر ایک پتّا بھی نہیں ہلتا۔ اور زمین وآسمان کی اس بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ جب سب کچھ اس کی ملکیت میں ہے تو پھر سورج، چاند، ستاروں، پتھروں، درختوں، دریاؤں اور جانوروں کو کیوں پوجا جاتا ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ جو ان سب کا مالک ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

یعنی وہ کون ہے جو اس کے ہاں سفارش کر سکے مگر اس کی اجازت سے۔

اس میں مشرکین کا ردّ ہے جن کا گمان تھا کہ بت اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کریں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وضاحت فرما کر اس باطل خیال کی قلعی کھول دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں بغیر

اس کی اجازت کے ہرگز کوئی سفارش نہیں کرسکتا۔ یہاں پر ایک بڑا نفیس نکتہ بیان کیا گیا ہے ذرا غور فرمائیں بِاِذْنِهٖ پر یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں اس کے حکم سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو شفاعت کریں گے۔ یہ کہہ کر ان لوگوں کا رد کیا گیا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ماذونین کی شفاعت کا بھی انکار کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ماذونین میں اس کے محبوب اور مقبول بندے شامل ہیں۔سب سے پہلے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ان کی شفاعت نصیب فرمائے۔۔۔آمین!

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ) جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا اور آخرت کے تمام امور کو بخوبی جانتا ہے چاہے کوئی چیز ظاہر ہے، یا چھپی ہوئی ہے، حاضر ہے یا غائب، چھوٹی ہے یا بڑی، اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم میں ہے۔

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ

یعنی اور وہ نہیں گھیر سکتے کسی چیز کو اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ خود تو عالم ہے ہی لیکن جسے چاہتا ہے اسے بھی اپنا علم عطا کرتا ہے۔قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: ۲۷)

ترجمہ: وہی غیب کا جاننے والا ہے۔ پس کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا خصوصی علم غیب اپنے پسندیدہ منتخب رسولوں کو عطا فرماتا ہے۔ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے منتخب رسول ہیں۔خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کے علم مبارک کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء:۱۱۳)

یعنی اور ہم نے آپ کو وہ علم سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے اور یہ اللہ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بھی صفت علم سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ عظیم کہہ کر حضور پاک ﷺ کے علم مبارک کو وہ مقام بخشا، جہاں کسی دوسرے انسان کی رسائی ناممکن ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ خود بھی عظیم ہے اور جس چیز کو وہ عظیم کہہ دے اس کا احاطہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ کے علم مبارک کے متعلق تذبذب کا شکار ہیں اس آیت پر غور کریں۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یعنی اور اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو سمار کھا ہے۔

اگرچہ آسمانوں اور زمین کی وسعتیں لامحدود ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کاملہ اور علم مبارک ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (البقرہ۲: ۲۵۵)

یعنی اور نہیں تھکاتی اسے ان کی حفاظت اور وہی ہے سب سے بلند عظمت والا۔

اتنی بڑی کائنات جو کہ آسمانوں اور زمین کی لامحدود وسعتوں پر مشتمل ہے اس کی حفاظت اور دیکھ بھال انتہائی مشکل اور تکلیف دہ کام ہے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت وقوت کا اندازہ لگائیں کہ اس مشکل ترین کام سے اسے تھکاوٹ بالکل محسوس نہیں ہوتی حالانکہ جب سے کائنات کا وجود منصۂ شہود پر آیا ہے اس وقت سے لے کر تا قیامت اس کی مسلسل حفاظت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات والا صفات سرانجام دے رہی ہے۔ کون جانتا ہے کہ کب قیامت قائم ہوگی؟

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جبرئیل امین ایک دن پیارے محبوب ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بڑے ادب سے گھٹنوں کے بل آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ اسلام، ایمان اور احسان کے متعلق پوچھا۔ حضور پاک ﷺ جب اس کے سوال کا جواب دیتے تو وہ آگے سے اس کی تصدیق کرتے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی اس تصدیق پر ہمیں بڑا تعجب بھی ہوتا کہ عجیب آدمی ہے کہ خود ہی سوال بھی کرتا ہے اور پھر جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ گویا وہ سب کچھ پہلے سے جانتا ہو۔ آخر میں اس نے قیامت کے متعلق سوال کیا کہ:

فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ

ترجمہ: پس قیامت کے بارے میں مجھے بتایئے تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر کہنے لگا اس کی کچھ نشانیاں ہی مجھے بتادو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور یہ کہ تم دیکھو گے برہنہ پا، برہنہ جسم مفلس وفقیر اور بکریاں چرانے والوں کو کہ وہ عالیشان مکانات میں فخر وغرور کے ساتھ رہیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا اور میں کچھ دیر چپ رہا۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا اے عمر جانتے ہو یہ سوال کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل تھے جو تم لوگوں کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

اس میں پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں اور دنیا بھر کے جتنے اعتراضات تھے انہیں رفع کر دیا۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو قیامت کا وقت بتادیتے۔ اللہ جل جلالہ ایسے بدعقیدوں سے بچائے۔ آپ غور فرمائیں پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب پر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں قیامت کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرنے والے سے جواب دینے والا زیادہ نہیں جانتا یعنی قیامت کے وقت کے متعلق جبرئیل امین اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کا علم برابر ہے کیونکہ سوال کرنے والا جبرئیل امین تھا جو کہ تعلیم امت کے لیے آیا تھا۔ وہ اپنے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام سے بھی واقف تھا۔ جب اس نے نشانیوں کے متعلق پوچھا

توحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام نشانیاں بتادیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے متعلق جانتے ہیں کہ وہ کب آئے گی؟ کیونکہ جو علامت جانتا ہے اسے مرض کا بھی علم ہوتا ہے۔ بلاتشبیہ ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ ایک ڈاکٹر کے پاس ایک مریض آتا ہے۔ جس کا مرض چھپا ہوا ہو۔ اس کی علامت کو دیکھ کر ڈاکٹر یا حکیم اس کے مرض کی تشخیص کر لیتا ہے۔ اگر اسے دائمی بخار ہو، کمزوری ہو، بھوک نہ لگتی ہو، اور کھانسی ہو، تو ڈاکٹر تپ دق کی تشخیص کرے گا۔ تو جو طبیب علامات بتاتا ہے وہ مرض کو بھی جانتا ہے۔

اب آپ سوچیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب قیامت کی ایک ایک نشانی بتادی تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے متعلق بھی جانتے ہیں۔ ایک دوسری بات اس حدیث میں قابل غور یہ ہے کہ جبرئیل امین نور ہیں لیکن وہ انسانی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نور بشری لباس میں آسکتا ہے۔ آخری بات جو انتہائی توجہ طلب ہے وہ یہ ہے کہ جبرئیل کے جانے کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اسے جانتے ہو؟ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا کہ اللہ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔

جناب سیدنا امیر المومنین خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کا یہ بصیرت افروز ارشاد تمام امت کی رہنمائی کے لیے کافی ہے کہ جس کو کوئی نہیں جانتا اُسے اللہ جانتا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس کا علم ہے۔ یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر اُن کا ایمان تھا۔ نیز اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کر کے اُمّت کو یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ توحید و رسالت الگ الگ نہیں--- جہاں توحید ہے وہاں رسالت ہے--- توحید و رسالت دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں۔

اگلے مہینے میں بھی ان شاء اللہ توحید و رسالت کے موضوع پر ہی درس ہوگا۔

۱۵ جنوری ۱۹۹۱ء مطابق ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ بروزِ منگل سات بج کر تیس منٹ

(حصہ اوّل ختم ہوگیا)

(جاری ہے)

# دنیا کی ساری مائیں ہیں قربانِ آمنہ!

حضرت علامہ صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گیلانی
نبیرہ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ختم الرسل ہیں نورِ نظر، جانِ آمنہ
ہم ہیں بصد خلوص ثنا خوانِ آمنہ

رتبہ بلند، اور بڑی شانِ آمنہ
دنیا کی ساری مائیں ہیں قربانِ آمنہ

ہم کو ملے رسولِ خدا ان کی گود سے
امت پہ ہے یہ شفقت و احسانِ آمنہ

شاہِ عرب کی والدہ ماجد ہیں آپ
اللہ ری عز و مرتبت و شانِ آمنہ

دونوں جہاں اس کی ضیاء سے ہیں فیض یاب
نورِ ازل ہے مہر درخشانِ آمنہ

تخلیق کائنات کا باعث رسول ہیں
لکھا گیا یہ باب بہ عنوانِ آمنہ

ان کی نوازشات ہیں میری نگاہ میں
میں ہوں نصیر دل سے ادب دانِ آمنہ

# احکام الٰہی[۱]

صاحبزادہ محمد فاروق مرتضوی

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ (سورۃ ھود: ۸۵)

ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو انکی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (النحل:۶۹)

پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا اور اپنے رب کی راہ میں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں۔ اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ (سورۃ النحل:۹۱)

اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو بے شک تمہارے کام جانتا ہے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ (سورۃ النحل:۹۸)

تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

---

۱: یہ سلسلہ وار مضمون قرآن پاک کی مختلف سورتوں سے منتخب آیات پر مشتمل ہے جو عبادات، اخلاقیات اور معاشرتی اصولوں جیسے موضوعات پر اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات کو بیان کرتی ہیں۔ ادارہ

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴

(سورۃ بنی اسرائیل: ۲۴)

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہو اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱ (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۱)

اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝۳۲ (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۲)

اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝۳۳ (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۳)

اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو اور جو ناحق مارا جائے تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے۔ تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہونی ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۴ (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۴)

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اس راہ سے جو سب سے بھلی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے

اور عہد پورا کرو بے شک عہد سے سوال ہوتا ہے۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۵)

اور ماپو تو پورا ماپو اور برابر ترازو سے تولو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـــُٔوْلًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۶)

اور اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل: ۳۷)

اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِـيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل: ۵۷)

وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل: ۶۶)

تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لئے دریا میں کشتی رواں کرتا ہے کہ اس کا فضل تلاش کرو بے شک وہ تم پر مہربان ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ

عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۷۰)

بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی وتری میں رسوا کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۷۸)

نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

(سورۃ بنی اسرائیل: ۷۹)

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۸۰)

اور یوں عرض کرو اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۸۱)

کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾

(سورۃ بنی اسرائیل: ۱۰۶)

اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ﴿۱۱۰﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۱۱۰)

تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں۔ اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ (سورۃ الکہف: ۲۸)

اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

اِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕينَ فِيهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ (سورۃ الکہف: ۳۰-۳۱)

بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کے اجر ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں۔ ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں ان کے نیچے ندیاں ہیں۔ وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز کپڑے کریب اور قنادیز کے پہنیں گے۔ وہاں تختوں پر تکیہ لگائے کیا ہی اچھا ثواب اور جنت کی کیا ہی اچھی آرام کی جگہ۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ (سورۃ الکہف: ۴۶)

مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں۔ ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امیدیں سب سے بھلی۔

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾

(سورۃ مریم: ۵۹)

جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے تو عنقریب وہ دوزخ میں ئمی کا جنگل پائیں گے۔

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى ﴿۵۴﴾ (سورۃ طٰہ: ۵۴-۵۳)

وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لئے اس میں چلتی راہیں رکھیں اور آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے۔ تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ (سورۃ طٰہ: ۵۵)

ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھیر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ (سورۃ الانبیاء: ۳۸)

آدمی جلد باز بنایا گیا اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا مجھ سے جلدی نہ کرو۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ (سورۃ الحج: ۱۹-۲۱)

تو جو کافر ہوئے ان کے لئے آگ کے کپڑے کاٹے گئے ہین اور ان کے سروں پر کھولتا پانی ڈالا جائے گا جس سے گل جائے گا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے اور ان کی کھالیں اور ان کے لیے لوہے کے گرز ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ

فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝۲۳ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ښ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝۲۴ (سورۃ الحج: ۲۳-۲۴)

بے شک اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن اور موتی اور وہ ان کی پوشاک ریشم ہے اور انہیں پاکیزہ بات کی ہدایت کی گئی اور سب خوبیوں سراہے کی راہ بتائی گئی۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۴۱ (سورۃ الحج: ۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لیے سب کاموں کا انجام۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۷۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۷۷ۚ۩ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۷۸ۧ (سورۃ الحج: ۷۷-۷۸)

اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلے کام اس امید پر کہ تمہارا چھٹکارا ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔ اس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو اور تم اور لوگوں پر گواہی دو تو نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔

(جاری ہے)

# عفیفہ کائنات کا علمی مقام

خدیجہ طاہر

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب صدیقہ اور حمیرا جبکہ کنیت ام عبداللہ تھی۔ آپ قریش کے خاندان بنو تمیم سے تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکارمِ اخلاق کی پیکر تھیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ مزاج شناسِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں۔

آپ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت تھی اور خود آقا جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سیدہ عائشہ سے بے حد محبت فرمانا بھی آپ کے مناقب وفضائل اعظم میں سے ہے۔

آپ کو بلند سیرت، علمی فضیلت اور فضائل ومناقب کی نسبت سے خواتین اسلام میں نہایت بلند اور منفرد مقام حاصل ہے۔ محدثین میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ کا علمی مقام ومرتبہ بہت بلند ہے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ احکامِ شرعیہ کا ایک چوتھائی حصہ حضرت عائشہ صدیقہ سے منقول ہے۔

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''مدارج النبوت'' میں فرماتے ہیں کہ

> ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل حدوشمار سے باہر ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقہاء وعلماء وفصحا وبلغاء اکابر صحابہ میں سے تھیں۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ احکامِ شرعیہ کا فیصلہ کرنے کے لیے ان کی طرف رجوع کرنا معلوم ہوا ہے اور احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ تم اپنے دو تہائی دین کو ان حمیرا یعنی عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے حاصل کرو۔''

صحابہ وتابعین کی جماعت کثیرہ نے ان سے روایتیں لی ہیں۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی کو معانی قرآن، احکامِ حلال وحرام، اشعارِ عرب اور علم الانساب میں حضرت عائشہ صدیقہ سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔

احنف بن قیس رضی اللہ عنہ اور موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر میں نے کسی کو

فصیح اللسان نہیں دیکھا۔

کتب سیر میں متعدد روایات ملتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دینی علوم کے علاوہ طب، تاریخ اور شعر و ادب میں بھی دستگاہ حاصل تھی۔ فی الحقیقت سیدہ عائشہ کا پایۂ علم و فضل اتنا بلند تھا کہ بہت سے اہل سیر کے نزدیک علمی کمالات، دینی خدمات اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات کی نشر و اشاعت کے اعتبار سے صدیقہ کبریٰ کا کوئی حریف نہیں ہوسکتا۔ اگر انہیں محسنہ امت کہا جائے تو اس میں مطلق کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

حافظ ابن عبد البر نے ''استیعاب'' میں حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ عائشہ کو عورتوں پر ایسے فضیلت ہے جیسے شوربے میں ملی روٹی کو عام کھانوں پر۔ بہ قول علامہ نثار علی اجاگر

یہ فقیہہ اور عالمہ ہیں سیدہ ماں عائشہ
علم میں سب سے جدا ہیں سیدہ ماں عائشہ
آپ کی پاکی میں اتری ہیں اٹھارہ آیتیں
یہ گواہی خدا ہیں سیدہ ماں عائشہ

طبقاتِ ابن سعد میں ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ ''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ نہ کسی کو سنت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا عالم دیکھا، نہ کسی ایسے معاملے میں جس میں رائے کی حاجت ہو، ان سے زیادہ کسی کو فقیہ دیکھا، اور نہ کسی آیت کے شانِ نزول میں ان سے زیادہ عالم دیکھا اور نہ فرائض میں کسی کو آپ سے بڑھ کر پایا۔''

اسی طرح عطا بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ ''عام معاملات میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سب سے بڑھ کر فقیہ، سب سے بڑی عالمہ اور رائے و مشورہ میں سب سے بڑھ کر تھیں۔''

امام زہری ان تمام باتوں کا احاطہ کرتے ہوئے آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر تمام عورتوں اُمہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے وسیع تر ہوگا۔''

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ''تذکرۃ الحفاظ'' میں فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ علم کا بحرِ بے کنار تھیں آپ

کے تبحر علمی کے سب ہی اصحاب معترف تھے۔اسی طرح طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیدہ عائشہ، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں اپنی وفات تک برابر فتویٰ دیتی رہیں، ان پر اللہ کی رحمت ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے پاس اکابر صحابہ بشمول حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہما احادیث دریافت فرمانے کے لیے آپ کی خدمت میں رجوع کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ کے تلامذہ کی تعداد دوسو کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے جن میں متعدد اکابر صحابہ کے علاوہ تابعین کی ایک بڑی جماعت شامل ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو حدیث روایت کرتیں اکثر اس کا پس منظر اور اسباب و علل بھی بیان فرماتیں۔ جو توجیہ آپ کرتیں اسے ثابت کرنے کے لیے تاویلوں کی ضرورت نہ پڑتی۔

آپ کورانہ تقلید پسند نہ کرتیں، ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال کی حقیقی روح تک پہنچنے کی کوشش کرتیں۔محدثین نے متعدد ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں سیدہ عائشہ نے دوسرے صحابہ سے اختلاف (برائے اصلاح) کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے وہ تمام عالم اسلام کے لیے رشد و ہدایت، علم و فضل اور خیر و برکت کا ایک عظیم مرکز بنی رہیں۔ان سے دو ہزار دوسودس حدیثیں مروی ہیں۔بعض کا قول ہے کہ احکامِ شرعیہ کا ایک چوتھائی حصہ حضرت عائشہ صدیقہ سے منقول ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کا وصال سترہ رمضان المبارک ۵۷ ہجری کو ہوا۔ وصیت کے مطابق رات کو بقیع پاک میں دفن ہوئیں آپ کی نمازِ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کیا خوب فرماتے ہیں کہ

بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام

# نکاحِ نبوی ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر

# ایک تحقیقی جائزہ[1]

مترجم: عمران جاوید قادری

رسولِ اکرم، سیدِ عالم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے دوران، دشمنانِ اسلام نے آپ ﷺ کو ایذا پہنچانے اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو مجروح کرنے کے لیے ہر ممکن حربہ استعمال کیا۔ کبھی آپ ﷺ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا، کبھی آپ ﷺ کے خلاف جھوٹی افواہیں پھیلائی گئیں، اور کبھی آپ ﷺ کی جان لینے کی ناپاک سازشیں کی گئیں۔ تاہم ان تمام دشمنیوں اور عناد کے باوجود، کسی ایک موقع پر بھی آپ ﷺ کے مخالفین نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت عمر کو بنیاد بنا کر آپ ﷺ کے خلاف اعتراض نہیں کیا۔

یہ امر نہایت قابلِ غور ہے کہ گذشتہ چودہ صدیوں کی علمی تاریخ میں بھی کسی غیر مسلم مستشرق یا ناقد نے اس مسئلے کو رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کے خلاف بطورِ دلیل پیش نہیں کیا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر سے متعلق موجودہ بحث و نزاع ایک جدید ذہنی پیداوار ہے جس کا مقصد نعوذ باللہ رسولِ اکرم ﷺ کی حکمت، بصیرت اور اخلاقی عظمت پر سوال اٹھانا ہے۔

یہ بیانیہ نہ صرف آپ ﷺ کی شانِ اقدس کو مجروح کرنے کی کوشش ہے بلکہ اس کے ذریعے مسلم مردوں کو فطری طور پر بے ضبط اور مسلم خواتین کو فطری طور پر مظلوم اور محتاجِ نجات ثابت کرنے کی مذموم سعی بھی کی جاتی ہے۔

زیرِ نظر مضمون کا مقصد معذرت خواہانہ دفاع نہیں بلکہ تاریخی مصادر کی روشنی میں یہ تحقیقی موقف پیش

---

[1]: یہ تحقیقی مضمون انگریزی زبان میں منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔
https://:minhaj.in/age-of-syeda-ayesha-ra-a-modern-controversy/

کرنا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاحِ مبارک کے وقت کم از کم سترہ یا انیس برس تھی۔

## سیدہ عائشہ اولین ایمان لانے والوں میں

اوائل اسلام کے معتبر مؤرخین اور سیرت نگار یا تو صراحت کے ساتھ یا قرائن کے ذریعے اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت سے قبل ہو چکی تھی جبکہ اعلانِ نبوت ہجرتِ مدینہ سے تیرہ برس قبل ہوا۔

**۱: علامہ ابن ہشام:** اسلام قبول کرنے والے اولین افراد کی فہرست میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام ذکر کرتے ہیں اور یہ وضاحت بھی کرتے ہیں کہ وہ اس وقت کم سن تھیں۔ ابن ہشام کے مطابق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی زمانے میں اسلام قبول کیا جب حضرت عبیدہ بن الحارث، حضرت سعید بن زید اور ان کی اہلیہ، اور حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہم ایمان لائے۔ (السیرۃ النبویہ، ابن ہشام، جلد دوم)

اگر چھ اور نو برس والی روایات کو بعینہٖ درست مان لیا جائے تو اس دور میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش بھی ثابت نہیں ہوتی، جو ایک واضح تضاد ہے۔

**۲: امام محمد بن جریر طبری:** کے بیان کے مطابق، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت رخصتی سے کم از کم پندرہ برس قبل ہو چکی تھی۔ مزید برآں ابن اسحاق اور ابن ہشام دونوں اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اوائل ایمان لانے والوں میں شامل تھیں۔ یہ تمام قرائن اس بات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ ان کی عمر چھ اور نو برس والی روایات سے کہیں زیادہ تھی۔

ابن اسحاق اور ابن ہشام کی آراء اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت شعور و فہم کی اس منزل پر فائز تھیں کہ دینِ اسلام کی صداقت کو سمجھ کر اسے قبول کر سکیں۔ لہٰذا یہ بعید از قیاس ہے کہ رخصتی کے وقت ان کی عمر محض نو برس رہی ہو بلکہ قرائن اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ جوانی کے ابتدائی یا نوعمری کے آخری مرحلے میں تھیں۔

# سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی عمر کے تناظر میں

۱: امام نووی ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں ابن ابی زناد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس برس بڑی تھیں اور ان کی ولادت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ستائیس برس قبل ہوئی۔ یہ روایت متعدد معتبر مصادر بشمول ابن حجر عسقلانی (الاصابہ، جلد ۴، صفحہ ۲۳۰)، ابن ہشام (سیرۃ النبویہ، جلد ۱، صفحہ ۲۷۱)، ابن الاثیر (کامل فی التاریخ، جلد ۴، صفحہ ۳۵۸) اور امام ذہبی (تاریخ الاسلام، جلد ۵، صفحہ ۳۰) میں موجود ہے۔

اس حساب سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت سے تقریباً چار برس قبل ثابت ہوتی ہے، اور یوں نکاح کے وقت ان کی عمر انیس برس بنتی ہے۔ علامہ ابن کثیر بھی اس کی تائید کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ۷۳ ہجری میں سو برس کی عمر میں وفات پا گئیں، ان کے دانت سلامت تھے اور حافظہ پوری طرح قائم تھا اور وہ اپنی بہن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس برس بڑی تھیں۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال جب رخصتی عمل میں آئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر انیس برس تھی۔

# حیاتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے تاریخی شواہد

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے تعین کے لیے ان تاریخی واقعات کا مطالعہ نہایت اہم ہے جن میں انہوں نے بنفسِ نفیس شرکت کی اور یہ دیکھا جائے کہ آیا ان واقعات میں ان کی عمر چھ اور نو برس والی روایات سے مطابقت رکھتی ہے یا نہیں۔

۱: صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان منقول ہے کہ ''میں ایک لڑکی (جاریہ) تھی جب یہ آیت نازل ہوئی: بَلِ السَّاعَةُ مَوۡعِدُهُمۡ وَالسَّاعَةُ اَدۡهٰى وَاَمَرُّ (القمر: ۴۶)''

مفسرِ قرآن ابن عاشور کے مطابق یہ سورہ ہجرت سے پانچ برس قبل نازل ہوئی۔ عربی زبان میں

لفظ ’’جاریہ‘‘ کم سن بچے کے لیے نہیں بلکہ بلوغت کے قریب یا بالغ نوجوان لڑکی کے لیے استعمال ہوتا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اُس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سنِ شعور کو پہنچ چکی تھیں۔

۲: غزوۂ اُحد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرکت بھی صحیح بخاری سے ثابت ہے۔ یہ جنگ نکاح کے تقریباً ایک سال بعد پیش آئی۔ اگر چھ اور نو برس والی روایت کو درست مان لیا جائے تو اس وقت ان کی عمر محض دس برس بنتی ہے جو میدانِ جنگ میں موجودگی کے قرائن سے مطابقت نہیں رکھتی۔ خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد کم عمر لڑکوں کو جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں دی اور بعض روایات کے مطابق جنگ کے لیے کم از کم عمر پندرہ برس تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اُحد میں موجودگی ایک نوجوان عورت کے شایانِ شان معلوم ہوتی ہے۔

۳: وہ روایت جس میں چھ اور نو برس کا ذکر آتا ہے، متعدد تاریخی شواہد، دیگر صحیح روایات اور کتبِ سیرت کے بیانات سے متعارض ہے۔ ابن اسحاق، امام نووی، ابن حجر عسقلانی، ابن ہشام، امام طبری اور ابن کثیر جیسے جلیل القدر علما کے اقوال سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کو نکاح کے وقت نوعمری کے آخری یا جوانی کے ابتدائی برسوں میں ثابت کرتے ہیں۔

علما اس پر متفق ہیں کہ رخصتی ہجرت کے بعد اور امام نووی کے مطابق غزوۂ بدر کے بعد، دوسرے ہجری سال میں ہوئی۔

## خلاصۂ کلام

وہ روایات جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کو اہم تاریخی واقعات مثلاً اعلانِ نبوت، ہجرت اور غزواتِ نبوی کے ساتھ مربوط کرتی ہیں محض عددی روایت کے مقابلے میں کہیں زیادہ مضبوط اور قابلِ اعتماد معلوم ہوتی ہیں۔

دیانت دارانہ اور محتاط تحقیق اس نتیجے تک پہنچاتی ہے کہ نکاح کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر سولہ برس یا اس سے زائد تھی۔

# سراج الامہ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

غلام معین الدین نعیمی

## تقاضائے وقت (مصنف کا نوٹ)

عالم اسلام کے صحیح الاعتقاد مسلمان اہلسنت و جماعت آئمہ اربعہ یعنی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک، امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے مقلدین میں ہی آج منحصر ہیں۔ ان کے ماسویٰ آج جتنے مذاہب وفرق ہیں وہ جادہ اعتدال سے متجاوز اور صراطِ مستقیم سے دور ہیں۔

چونکہ پاک وہند کی غالب اکثریت مسلمانان اہلسنت و جماعت سیدنا امام اعظم سراج الامۃ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فقہ کے مقلد ہیں اس لیے وقت وحال کا اقتضاء تھا کہ عامۃ المسلمین کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دقت نظر، تبحر علمی مہارت بر کتاب وسنت اور ان کے حالات وتذکار سے باخبر کیا جائے۔ یوں تو آپ کی مدح و توصیف اور حالات وکوائف پر بڑی بڑی مبسوط وضخیم کتابیں موجود ہیں مگر اس دورِ انحطاط میں ان کے پڑھنے اور سمجھنے کی کسے فرصت میسر ہے۔

ہماری خوش قسمتی سے اس اہم موضوع پر محدثِ زمانہ علامۃ العصر امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف جو کہ مختصر بھی ہے اور آپ کے حالات پر جامع بھی نظر سے گزری۔ پھر لطف یہ کہ یہ تصنیف کسی حنفی مقلد کی نہیں بلکہ شافعی مقلد کی ہے۔ بلا شبہ اس لحاظ سے بھی عامۃ المسلمین کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقام بلند ورفیع کے جاننے اور سمجھنے میں خاص مدد ملے گی۔ اس لیے اس کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ متعصب اور کور باطن کے لیے سرمہ بصیرت بنائے ---آمین

از: غلام معین الدین نعیمی غفرلہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

میں نے یہ رسالہ سیدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں تالیف کیا ہے اور اس کا نام ''تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ'' رکھا ہے۔

**امام اعظم کے والد ماجد کا تذکرہ:** حضرت الخطیب اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ ہم سے قاضی عبداللہ الحسین بن علی صمیری نے بروایت عمر بن ابراہیم مقری، وہ مکرم بن حنبل بن احمد قاضی سے، وہ احمد بن عبداللہ شاذان المروزی سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے بیان کیا ہے کہ شاذان المروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ثابت بن نعمان بن مرزبان ملک فارس کے آزاد مردوں میں سے تھے وہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں گزرا، میرے دادا یعنی امام ابو حنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ان کے والد حضرت ثابت اپنے بچپنے کے زمانہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ان کے لیے، ان کی اولاد میں برکت کی دعا فرمائی اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دعا ہمارے حق میں ضرور قبول فرمائی ہے۔ اور نعمان بن مرزبان، حضرت ثابت کے والد تھے یہی وہ نعمان ہیں جنہوں نے نوروز کے دن سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فالودہ کا تحفہ بھیجا تھا، اس پر فرمایا ہمارے لئے ہر دن نوروز ہے (نوروز لنا کل یوم)

**حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارتیں:** آئمہ کرام فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ بشارت دی کہ:

يُوشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الإِبِلِ يَطْلُبُونَ العِلْمَ فَلَا يَجِدُونَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ المَدِينَةِ

یعنی ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر علم کی تلاش کریں گے مگر مدینہ منورہ کے ایک

عالم سے بڑھ کر کسی عالم کو نہ پائیں گے۔

ایک اور حدیث میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ بشارت دی

لَا تَسُبُّوا قُرَيْشًا، فَإِنَّ عَالِمَهَا يَمْلَأُ الْأَرْضَ عِلْمًا،

یعنی قریش کو برا نہ کہو کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔

اور میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس حدیث میں بشارت دی ہے جسے ابونعیم (حافظ احمد بن عبداللہ اصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ) نے ''الحلیہ'' میں بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ

یعنی اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تو فارس کے جوان مردوں میں سے ایک جوان مرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا۔

اور شیرازی ''الالقاب'' میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لَوْ كَانَ الْعِلْمُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ قَوْمٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ

یعنی اگر علم ثریا پر اٹھ جائے تو مردانِ فارس کی قوم اس تک ضرور پہنچ جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری و مسلم میں یہ ہیں

لو کان الایمان عند الثریا لتناولہ رجال من فارس

یعنی اگر ایمان ثریا کے نزدیک پہنچ جائے تو مردانِ فارس اس تک ضرور پہنچ جائیں گے۔

اور صحیح مسلم کے لفظ یہ ہیں

لو کان الایمان عند الثریا لذھب بہ رجل من ابناء فارس حتیٰ یتناولہ

یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس پہنچ جائے تو مردانِ فارس کا ایک شخص وہاں تک پہنچ کر اسے ضرور حاصل کر لے گا۔

اور قیس بن سعد کی حدیث ''معجم طبرانی کبیر'' (مولف امام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی

المتوفی ۳۶۰ھ) میں ان لفظوں کے ساتھ ہے

لو کان الایمان معلقاً باالثریالا تناولہ العرب النالہ رجال فارس

یعنی اگر ایمان ثریا پر پہنچ جائے تو اہل عرب نہ پہنچ سکیں گے البتہ مردانِ فارس اسے ضرور حاصل کر لیں گے۔

اور ''معجم طبرانی'' میں بھی بروایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لَوْ کَانَ الدِّیْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهُ نَاسٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ

یعنی اگر دین ثریا میں معلق ہوجائے تو یقیناً فارس کے لوگ اسے حاصل کر لیں گے۔

لہٰذا یہ اصل صحیح ہے، بشارت کے باب میں اس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے اور فضیلت میں مذکورہ دونوں اماموں کے بارے میں مروی حدیثوں کے مانند اور ہم مثل ہیں اور وضعی خبروں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

**امام اعظم کی صحابہ کرام سے ملاقات:** امام ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری، شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو حدیثیں روایت فرمائی ہیں ان کا تذکرہ کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان سات صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے۔

۱: سیدنا انس بن مالک    ۲: سیدنا عبداللہ بن جزء الزبیدی

۳: سیدنا جابر بن عبداللہ    ۴: سیدنا معقل بن یسار

۵: سیدنا واثلہ بن الاسقع    ۶: سیدتنا عائشہ بنت عجرو

پھر یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سیدنا انس سے تین حدیثیں، سیدنا ابن جزء سے ایک حدیث، سیدنا واثلہ سے دو حدیثیں، سیدنا جابر سے ایک حدیث، سیدنا عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث اور عائشہ بنت عجرو سے ایک حدیث روایت فرمائی ہے اور عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث روایت فرمائی ہے اور یہ تمام احادیث مرویہ ان طریقوں کے سوا بھی وارد ہوئی ہیں۔لیکن حمزہ سہمی فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی کو

میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی ہے البتہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی کو دیکھا مگر ان سے کوئی روایت نہیں سنی ہے اور خطیب فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت انس سے سننے کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

اور میں ایک ایسے فتوے پر مطلع ہوا ہوں جو کہ شیخ ولی الدین عراقی کی طرف سے تھا۔ استفتاء یہ تھا کہ کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی سے کوئی روایت کی ہے؟ اور کیا ان کا شمار تابعین میں ہے یا نہیں؟ انہوں نے اس کا جو جواب دیا یہ تھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے کسی صحابی سے کوئی روایت لی ہو اور بلاشبہ انہوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے لہٰذا جن حضرات کے نزدیک تابعی ہونے کے لیے صرف صحابی کی رویت کافی ہے وہ انہیں تابعی گردانتے ہیں اور جن کے نزدیک یہ کافی نہیں، وہ انہیں تابعی شمار نہیں کرتے۔

اور یہی سوال جب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پایا ہے کیونکہ وہ مکہ مکرمہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ وہاں اس وقت صحابہ میں سے سیدنا عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے اور باتفاق ان کا وصال اس کے بعد ہوا ہے اور اسی زمانہ میں بصرہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا انتقال ۹۰ھ یا اس کے بعد ہوا ہے۔ اور ابن سعد نے بے تردد سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور ان دونوں صحابیوں کے علاوہ بھی بکثرت صحابہ مختلف شہروں میں ان کے بعد زندہ موجود تھے بلاشبہ بعض علماء نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ کرام سے مرویات کے بارے میں رسالے تالیف کیے ہیں لیکن ان کی اسناد وہاں ضعف سے خالی نہیں ہیں اور یہ بات معتمد ہے کہ امام اعظم نے بعض صحابہ کو پایا اور ان سے ملاقات کی جیسا کہ مذکور ہوا۔

اور ابن سعد نے ''الطبقات'' میں جو کچھ بیان فرمایا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ طبقہ تابعین میں سے تھے۔ یہ بات بلادِ اسلامیہ کے ہمعصر کسی امام کے لیے ثابت نہیں ہے خواہ شام میں امام اوزاعی ہوں یا بصرہ میں امام حمادین ہوں یا کوفہ میں امام ثوری ہوں، یا مدینہ منورہ میں امام مالک ہوں یا مکہ مکرمہ میں

مسلم بن خالد زنجی ہوں یا مصر میں امام لیث ابن سعد ہوں۔۔۔واللہ اعلم۔

یہ کلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کا آخری حصہ ہے۔ان کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات اور اس کے سوا اور بھی جو باتیں ہیں۔ان کا حکم یہ ہے کہ ان کی اسناد ضعیف اور غیر صحیح ہیں مگر ان میں بطلان نہیں ہے اس وقت یہ امر آسان اور سہل ہو گیا کہ ہم ان کو بیان کر سکیں اس لیے کہ ضعیف الاسناد کی روایت جائز ہے اور حسب تصریحات آئمہ ان کا اطلاق و بیان درست ہے۔اسی بناء پر ان کی ہم ایک ایک حدیث بیان کرتے اور ان پر بحث وکلام کرتے ہیں۔

۱: حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف میں فرماتے ہیں کہ ہم سے ''بالاسناد'' بروایت امام ابو یوسف سیدنا امام ابو حنیفہ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ امام اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ** یعنی علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔اور انہی حضرت انس بن مالک نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے **الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ** یعنی نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کے ہی مانند ہے۔

۳: انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ** یعنی اللہ تعالیٰ غمزدہ کی دعا کو پسند فرماتا ہے۔

**اقول:** علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ ان احادیث کی اسناد میں ایک راوی احمد بن الصات بن المغلس (جو کہ جبارہ بن مغلس فقیہ کے بھائی کا فرزند ہے) مجروح واقع ہے۔اگرچہ پہلی حدیث کا متن والفاظ مشہور ہے چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ ''یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں'' اور حافظ جمال الدین المزی ایسی سند کے ساتھ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس سے مرتبہ ''حسن'' کو یہ حدیث پہنچ جاتی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ حدیث مرتبہ صحیح کو پہنچتی ہے کیونکہ میں اس حدیث کو تقریباً پچاس طرق کے ساتھ جانتا ہوں اور ان طرق کو میں نے ایک رسالہ میں

بھی جمع کر دیا ہے۔

اب رہی دوسری حدیث تو اس کا متن والفاظ صحیح ہے اور ایک جماعت صحابہ سے یہ وارد ہے اور اس کی اصل ''صحیح مسلم'' میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ ان لفظوں سے مروی ہے کہ

مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ

یعنی جس نے کسی نیک کام کی طرف رہنمائی کی اس کے لیے اس کے کرنے والے کے برابر ثواب ہے۔

اور تیسری حدیث کا متن صحیح ہے اور صحابہ کرام کی ایک جماعت روایت میں وارد ہے اور اس کی تصحیح الضیاء المقدسی (المتوفی ۶۴۳ھ) نے ''المختارۃ'' میں سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابومعشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بروایت امام ابوحنیفہ، واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ اسے ''بالاسناد'' روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ

یعنی جو تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس طرف ہو جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

اور انہی واثلہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے

لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمَهُ اللهُ وَيَبْتَلِيكَ

یعنی اپنے بھائی کو شرمندہ کرنے والی بات کو ظاہر نہ کرتا کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اس پر رحم فرمائے اور تمہیں ایسی بات میں مبتلا فرمائے۔

**اقول:** علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کا متن صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ مروی ہے اور اس کی تصحیح امام ترمذی، ابن حبان، حاکم اور الضیاء نے سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی حدیث سے کی ہے۔

اور دوسری حدیث کو امام ترمذی نے انہی واثلہ سے ایک اور سند کے ساتھ نقل کر کے اس کو مرتبہ ''حسن'' میں رکھا ہے اور اس کی شہادت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ بروایت ابو داؤد طیالسی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ''بالاسناد'' نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور ۹۴ھ میں کوفہ میں سیدنا عبداللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ (صحابی) کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان کو دیکھا اوران سے سماعت کی۔ اس وقت میری عمر چودہ سال کی تھی میں نے خود سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

**حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ** یعنی تجھے کسی چیز کی محبت اندھا اور گونگا بنا دیتی ہے۔

**اقول:** علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے یہ بات تو اس جگہ بہت ہی بعید ہے کہ کوئی کہے کہ سیدنا عبداللہ ابن انیس جہنی رضی اللہ عنہ جو کہ مشہور صحابی ہیں ان کا انتقال ۵۴ھ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے بہت پہلے ہو چکا ہے حالانکہ اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن انیس نام کے پانچ صحابی تھے ممکن ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جس عبداللہ بن انیس صحابی سے روایت لی ہو وہ ان پانچوں میں سے مشہور صحابی جہنی کے سوا کوئی اور ہوں۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بروایت امام ابو حنیفہ سیدنا عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے ''بالاسناد'' روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ **مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمِفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ** یعنی جس نے اللہ کے لیے تعمیر مسجد میں حصہ لیا اگر چہ بہت مختصر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

**اقول:** علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے بلکہ متواتر ہے اور اس کے ساتھ حضرت ابو معشر ''بالاسناد'' نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدتنا عائشہ بنت عجرو رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

**أَكْثَرُ جُنْدِ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ الْجَرَادُ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ**

یعنی روئے زمین پر اللہ کا بہت بڑا لشکر ٹڈیاں ہیں میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔

(جاری ہے)

گذشتہ سے پیوستہ

# مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی و مذہبی خدمات

حاجی تنویر احمد صدیقی قادری مرحوم

**مزدوروں اور کم آمدنی والے افراد کے حقوق:** (۱) تعمیری اور صحت مند یونین سازی اور یونین سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ انجمن سازی اور سودا کاری کا غیر مشروط حق دیا جائے گا اور معقول وجہ بتائے بغیر برطرفی کو جرم قرار دیا جائے گا۔

۲: مزدوروں کو کارخانے کے منافع میں موثر شرکت دی جائے گی اور مزدور اور صنعتکار کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنایا جائے گا۔ ساتھ ہی پیداواری بونس اسکیم بھی نافذ کی جائے گی۔

۳: مزدوروں کی کم از کم تنخواہ مہنگائی اور ضروریات زندگی کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جائے گی۔ موجودہ تنخواہ میں اضافہ کیا جائے گا تا کہ مزدور باعزت اور باوقار زندگی گزار سکیں اور ایسا نظام نافذ کیا جائے گا جس سے پیداوار دینے والے مزدوروں کے مطابق زیادہ منافع ملے۔

۴: مزدوروں کی سہولت کے پیش نظر مزدوروں کی تنخواہوں کی ہفتہ وار تقسیم کا نظام رائج کیا جائے گا۔ اور محنت کشوں کی اجرت میں تاخیر کو جرم قرار دیا جائے گا۔

۵: ماہرین صنعت وتجارت اور ٹریڈ یونینوں کے نمائندوں کے مشورے سے وفاقی اور صوبائی محکمۂ صنعت کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے گا۔

۶: کسی صنعت کے اجراء کی اجازت دینے کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے مزدوروں کو سہولت اور ان کے بچوں کے لئے معیاری تعلیم کا انتظام کرے۔ جو صنعتیں پہلے سے کام کر رہی ہوں انہیں چھ ماہ کے اندر یہ

شرط پوری کرنی ہوگی۔

۷: مزدوروں کے اہلِ خاندان کے لئے فیئر پرائس شاپ قائم کی جائیں گی، جہاں سے وہ رعایتی قیمت پر اشیائے ضرورت خرید سکیں۔

۸: صنعتی عدالتیں مقدمات کا فیصلہ زیادہ سے زیادہ تین ماہ میں اور اپیل کا فیصلہ عدالتِ مجاز دس ماہ کے اندر کرنے کی پابند ہوں گی۔

۹: قصبوں اور شہروں میں تانگے والوں، ریڑھی والوں، خوانچہ فروشوں، رکشہ اور ٹیکسی ڈرائیوروں، چھوٹے دکانداروں اور دستکاروں کو پورا کاروباری تحفظ دیا جائے گا۔ ان پر پولیس اور غنڈہ عناصر کا دباؤ ختم کردیا جائے گا اور کاروبار کی ترقی کے لئے بلاسود قرضے کی سہولتیں دی جائیں گی۔

۱۰: سماجی تحفظ کی اسکیم کے نفاذ کو اختیاری بنایا جائے گا اور نمائندہ ٹریڈ یونینوں کے مشورے سے ایسی اسکیم نافذ کی جائے گی۔

۱۱: مزدوروں، صنعت کاروں اور حکومت کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ قائم کیا جائے گا، جو صنعتی قوانین میں تبدیلی، پیداوار میں اضافہ اور مزدوروں کے حقوق و مفادات کے بارے میں سفارشات مرتب کیا کرے گا۔

۱۲: تجارتی اداروں میں کام کرنے والوں کو بہتر شرائطِ ملازمت کے ساتھ روزگار کا تحفظ دیا جائے گا۔

۱۳: موٹر رکشہ اور ٹیکسی خود چلانے والوں کو آسان اقساط پر موٹر کار اور رکشہ فراہم کیے جائیں گے تاکہ وہ خود مالک بن سکیں۔ سرکاری ٹرانسپورٹ کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ کمپنیوں کو بھی شہروں میں بسیں چلانے کی اجازت دی جائے گی۔

۱۴: حکومت ایک ایسا نظام کرے گی کہ اندرونی اور بیرونی تجارت پر حکومت کا کنٹرول کم سے کم کردیا جائے۔

۱۵: پندرہ سال ملازمت کرنے کے بعد مزدور کو پنشن کا حق دیا جائے گا اور تیس سال ملازمت کرنے پر پوری پنشن دی جائے گی۔ ڈیوٹی کے دوران معذور ہونے والے مزدور کے مفت علاج کا انتظام کیا جائے

گا، اور اگر وہ صحت یاب نہ ہو سکے تو اسے پوری پنشن دی جائے گی۔

**ذرائع ابلاغ اور نظریہ پاکستان:** ذرائع ابلاغ کی مکمل آزادی اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جائیں گے:

(الف) نیشنل پریس ٹرسٹ توڑ دیا جائے گا۔

(ب) پریس اور پبلیکیشن سے متعلق تمام جابرانہ قوانین ختم کر دیئے جائیں گے۔

(ج) ڈیکلریشن کے اجرا میں حائل پیچیدہ رکاوٹوں کو ختم کر کے ضروری سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

(د) صحافیوں، ریڈیو اور ٹی وی کے ملازمین کی حالت بہتر بنائی جائے گی۔

(ر) اخبارات کو ان کی اشاعت کی تعداد کے مطابق اشتہارات دیے جائیں گے۔

(س) ریڈیو اور ٹی وی کارپوریشن کو آزادی کے ساتھ کام کرنے دیا جائے گا اور سرکاری اجارہ داری ختم کی جائے گی۔

(ش) ریڈیو اور ٹی وی کارپوریشن کو قومی اسمبلی کے ایک ایسے ادارے کے سامنے جواب دہ ٹھہرایا جائے گا جس میں حزب اختلاف کو بھی نمائندگی حاصل ہوگی۔

(ص) ذرائع نشر و اشاعت کے بہتر استعمال اور نگرانی کے لیے ماہرین پر مشتمل کمیٹی قائم کی جائے گی جو ٹی وی اور اشاعتی پروگراموں کا جائزہ لے گی۔

(ض) اسلامی معاشرتی قدروں کے مطابق جامع قانون بنایا جائے گا اور فلم سنسر بورڈ میں متعلقہ ماہرین کا تقرر کیا جائے گا۔

(ط) اسلامی تعلیمات کو ریڈیو اور ٹی وی پر نشر کرنے کا اہتمام کیا جائے گا۔

**تعلیم:** تعلیم کی اہمیت کے پیشِ نظر اس شعبے پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

(الف) نظامِ تعلیم کو اسلام کے مطابق جدید خطوط پر استوار کیا جائے گا، اور مختلف نظام ہائے تعلیم ختم کر کے یکساں نظام نافذ کیا جائے گا۔

(ب) تعلیمی نصاب کا از سر نو جائزہ لے کر اسے نظریاتی، سماجی اور تمدنی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے گا۔

(ج) تعلیمی نصاب وفاقی سطح پر تیار ہوگا اور پورے ملک میں ایک معیار نافذ ہوگا۔

(د) ثانوی درجے تک مفت اور پرائمری تک لازمی تعلیم دی جائے گی۔

(ر) طلبہ کی رہنمائی، رجحانات کے مطابق تعلیم اور تربیتی ادارے قائم کیے جائیں گے۔

(س) تعلیمِ اسلامیہ اور نظریہ پاکستان ہر سطح پر لازمی مضمون ہوں گے۔

(ش) ملک میں عوامی لائبریریاں قائم کی جائیں گی۔

(ص) ذہین مگر بے وسیلہ طلبہ کو ہر سطح کی تعلیم فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔

(ض) نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان کے بارے میں معیاری نصابی کتب تیار کی جائیں گی۔

(ط) صنعتی اور زرعی مزدوروں کی پیشہ ورانہ تربیت کے لئے ادارے قائم کیے جائیں گے۔

(ظ) تعلیمِ بالغاں کے لئے ملک گیر مہم چلائی جائے گی۔

(ح) ہر جامعہ کو قومی تعلیمی مقاصد کے اندر خودمختاری دی جائے گی۔

(خ) نجی تعلیمی ادارے حکومتی قواعد کے مطابق کام کریں گے اور فیس مناسب ہوگی۔

(ف) لڑکیوں کے لیے علیحدہ اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی جائیں گی۔

(ق) داخلہ صرف اہلیت کی بنیاد پر ہوگا، اور اساتذہ کی تربیت لازمی ہوگی۔

(ک) کالج کے طلبہ کے لیے فوجی تربیت لازمی ہوگی۔

(ل) اساتذہ کو معاشرے میں ان کا صحیح مقام اور مکمل تحفظ دیا جائے گا۔

(ختم شد)

# غزل

مخدوم محی الدین

اب کہاں جا کے یہ سمجھائیں کہ کیا ہوتا ہے؟
ایک آنسو جو سر چشم وفا ہوتا ہے

اس گزرگاہ میں اس دشت میں اے جذبۂ عشق
جز ترے کون یہاں آبلہ پا ہوتا ہے

دل کی محراب میں اک شمع جلی تھی سر شام
صبح دم ماتم ارباب وفا ہوتا ہے

دیپ جلتے ہیں دلوں میں کہ چتا جلتی ہے
اب کی دیوالی میں دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے؟

جب برستی ہے تری یاد کی رنگین پھوار
پھول کھلتے ہیں درِ مے کدہ وا ہوتا ہے

# بزم مولوی جی رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد انور شاہ قادری بخاری

پروفیسر ڈاکٹر کے بی نسیم صاحب چیئرمین شعبہ فارسی و ڈین فیکلٹی آف اورینٹل لینگویجز جامعہ پشاور میں یومِ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ منایا کرتے تھے۔ اس روحانی تقریب میں وہ قبلہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بطورِ مہمان خصوصی مدعو کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قبلہ مولوی جی رحمۃ اللہ علیہ راقم الحروف کو بھی ساتھ لے گئے۔

پروفیسر عبید اللہ صاحب درانی المعروف بابا جان رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں محفل کا آغاز ہوا اور جب مولوی جی صاحب کو سٹیج پر خطاب کے لیے بلایا گیا تو ابتدا میں کچھ دیر تک مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی دیگر مقررین کی طرح علمی انداز میں تقریر فرماتے رہے۔ پھر اچانک مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''اب آپ لوگ قال سے ہٹ کر حال کا ذکر سنیں''۔ صدرِ مجلس حضرت بابا عبید اللہ درانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کرسی موڑ لی اور مولوی جی صاحب کی طرف پوری طرح متوجہ ہو گئے اور قبلہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حال کے بارے میں یوں لب کشائی شروع فرمائی۔

''حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں اپنے مرشد کامل حضرت سید عبدالرحمن شاہ صاحب کی بڑی تعریف بیان فرمائی ہے جن کا مزار اقدس دہلی میں ہے۔ میں جب ۱۹۵۶ء میں دہلی پہنچا تو تمام مشہور و معروف مزارات پر حاضر ہوا۔ شاہ صاحب کا مزار کسی کو معلوم نہ تھا، کافی تلاش کے بعد پتہ چلا کہ آپ کا مزار دہلی ریلوے سٹیشن کے قریب ایک سندھی ہندو عورت کے گھر میں واقع ہے۔ دوسرے دن ایک ساتھی کے ہمراہ اس گھر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بڑھیا نے دروازہ کھولا اور میری طرف دیکھ کر میرا نام لیا اور پھر میرے ساتھی کی طرف دیکھ کر اس کا نام لیا اور کہنے لگی تم لوگ پشاور سے آئے ہو؟ اور حضرت بابا جی صاحب کی زیارت کرنا چاہتے ہو؟ اندر آ جاؤ۔ ہم فاتحہ پڑھ کے جب اس کے گھر سے نکلنے لگے تو وہ کہنے لگی آپ لوگ بابا جی کے مہمان ہیں، کچھ تناول کر لیں۔

دسترخوان کئی قسم کے میوہ جات سے سجا ہوا تھا۔ میں نے اس عورت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم ایک شرط پر آپ کی یہ پرتکلف دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ تو اس نے پوچھا کیا شرط ہے؟ میں نے کہا کہ ہم ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں، آج سے پہلے کبھی ہم ایک دوسرے سے نہیں ملے لیکن آپ ہمیں جانتی ہیں، ہمارے نام بھی آپ کو آتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہم پشاور سے آئے ہیں۔ یہ راز کیا ہے؟ اس سے ہمیں آگاہ کریں۔ تو وہ کہنے لگی کہ رات کو بابا جی میرے خواب میں آئے، مجھے آپ دونوں کی صورتیں اور نام بتائے۔ یہ بھی بتایا کہ یہ پشاور کے باشندے ہیں اور ساتھ ہی تاکید فرمائی کہ میرے ان مہمانوں کا خیال رکھنا اور ان کی اچھی طرح خاطر تواضع کرنا۔

''انڈیا کے سفر سے واپسی پر میں نے سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف میں حاضری کی اور سجادہ نشین صاحب سے کہا کہ میں حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے آپ کے مزار شریف پر لے گئے۔ وہ کچھ دیر تک قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہے، پھر میرا نام لے کر فرمایا کہ یہ آپ سے ملاقات کرنے کے آرزومند ہیں۔ تو قبر شریف میں شگاف پیدا ہوا اور حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قبر سے باہر نکل کر مجھے گلے لگا لیا۔ اس کے بعد مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بولنا موقوف کر دیا۔ لیکن نگاہیں حاضرین پر رہیں اور سر اقدس دائیں بائیں گھوماتے رہے۔ تقریباً پانچ منٹ تک خاموش رہنے کے بعد دوبارہ صرف اتنا فرمایا کہ اس ملاقات میں سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا گفتگو ہوئی، اسے سننے کی آپ لوگ تاب نہیں رکھتے۔ اور سٹیج سے اتر کر اسی کرسی پر تشریف فرما ہو گئے''۔

واپسی پر جب ہم لوگ گاڑی میں بیٹھ کر یکہ توت شریف کی طرف روانہ ہوئے تو میاں تاج محمد مظہر صدیقی مرحوم بڑے جذباتی انداز میں مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: ہم تو آپ کی زبان سے حال کے بارے میں سننے کے لیے ترستے رہتے ہیں اور بار بار گزارشات بھی کرتے ہیں لیکن آپ خاموش رہتے ہیں یا باتوں کا رخ قرآن و حدیث کی طرف موڑ دیتے ہیں جبکہ یہاں پوری جامعہ پشاور کے بڑے بڑے پروفیسر، ڈاکٹرز اور دانشور جمع تھے اور ان کے سامنے یہ اسرار و رموز آپ نے کس

قدر واضح انداز میں بیان کرنے شروع کر دیے۔ میں تو بڑا خوف زدہ ہو گیا تھا کہ اگر کسی نے اٹھ کر اعتراض کر دیا کہ کیا مردے کبھی اپنی قبروں سے باہر نکلے ہیں اور کسی سے باتیں کی ہیں اگر چہ یہ باتیں بالکل صحیح ہیں لیکن عقل وفہم سے ماورا ہیں اور یہاں تو سب اولوالالباب بیٹھے ہوئے تھے۔ قبلہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی جواب نہیں دیا البتہ صوفی محمد اسلم صاحب نقشبندی جلال میں آ گئے اور کہنے لگے میاں صاحب کیسی باتیں کر رہے ہو؟ کاش کسی صاحب میں اتنی جرات ہوتی اور وضاحت طلب کرنے کے لیے وہ زبان کھول لیتا تو آج مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حال میں موجود حاضرین کو حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار کروا دیتے اور وہ باتیں ان کی اپنی زبان سے لوگوں کو سنوا دیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو ایسا منظور نہیں تھا اس لیے کوئی بھی لب کشائی کی جرات نہ کر سکا اور اگر کر لیتا تو شاید اس کا جنازہ یہاں سے اٹھتا کیونکہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل درست فرمایا کہ تم لوگ وہ باتیں سننے کی تاب نہیں رکھتے۔

اس واقعہ کے کچھ عرصے بعد راقم السطور گیارہویں ویں شریف کا رقعہ لے کر پروفیسر ڈاکٹر کے بی نسیم صاحب کہ بنگلے پر حاضر ہوا تو ڈاکٹر صاحب نے اس دعوت نامے کا بوسہ لیا، سر پر رکھا، ان کی آنکھیں نمناک ہو گئیں اور فرمانے لگے شاہ صاحب میں آپ کا اور قبلہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھے اس قابل سمجھا۔ بیوی سے فرمایا چائے بناؤ اور خود احقر کے ساتھ بڑے محبانہ لہجے میں گفتگو شروع فرمائی۔ موضوع سخن قبلہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت تھی۔ پھر اس فقیر سے سوال کیا کہ میرا مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلق کیسے قائم ہوا؟ پھر میں نے اپنی روداد انہیں سنائی۔ وہ بڑے انہماک سے سنتے رہے بعض باتوں کے بارے میں وضاحت بھی طلب کرتے رہے اور پھر فرمانے لگے ”شاہ صاحب آپ بڑے ہی خوش قسمت انسان ہیں کہ نوجوانی میں ہی آپ کو حضور مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیت کی صحبت وشفقت میسر آ گئی اور اس قدر قرب بھی مل گیا جو بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت روئے زمین کے تمام اولیاء اللہ کے سربراہ اور نگران ہیں۔ لیکن افسوس دنیا والے آپ کے اس بلند ترین مقام ولایت سے بے خبر ہیں۔“

پھر چائے پینے کے دوران ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ”شاہ صاحب کیا آپ یہ جاننا پسند کریں گے کہ

میرا رابطہ مولوی جی صاحب کے ساتھ کیسے استوار ہوا؟'' احقر نے عرض کی ضرور یہ انکشاف میرے لیے دلچسپی کا باعث ہوگا تو ڈاکٹر صاحب مسکرانے لگے اور یوں گویا ہوئے۔

''جب جامعہ پشاور کے شعبہ فارسی میں بطورِ چیئر مین میری تعیناتی ہوئی تو طبیعت میں خوشی کے ساتھ ساتھ ایک طرح کی بے چینی بھی پیدا ہوئی کیونکہ پشاور کے بارے میں سنا تھا کہ اہل علم وفکر تو یہاں بسیار ہیں لیکن صاحبانِ نظر وبصیرت کمیاب ہیں۔ میرے شب و روز چونکہ اہل حال و معرفت کے ساتھ بسر ہوئے تھے اس لیے ان سے دوری میرے لیے پریشانی کا باعث بن رہی تھی۔ بہرحال میں نے جامعہ پشاور پہنچ کر چارج لیا اور یہاں پر یہ پہلی رات تھی کہ جب میں سو گیا تو خواب میں حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ مجھے فرما رہے ہیں گاڑی سٹارٹ کرو اور خود اگلی سیٹ پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کے اشاد کے مطابق میں نے گاڑی نکالی تو میری رہنمائی کرتے ہوئے مجھے یکہ توت شریف لائے اور مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملوا کر میرا تعارف کروایا اور انہیں فرمانے لگے یہ پشاور میں آپ کے پاس میری امانت ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو قبلہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ اقدس اور پشاور یونیورسٹی سے یکہ توت شریف تک کا تمام راستہ میرے ذہن میں محفوظ تھا۔ چنانچہ دوسرے دن اپنے فرائض منصبی سے فارغ ہو کر اکیلا گاڑی میں بیٹھ کر یکہ توت شریف روانہ ہوا اور کسی سے پوچھے بغیر میں سیدھا آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور تک پہنچ گیا اور جونہی دروازے میں داخل ہوا تو قبلہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سامنے کھڑے تھے اور مجھ سے معانقہ ومصافحہ کرتے ہوئے فرمایا نسیم صاحب آگئے! پھر مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ اس کے بعد جب بھی میں حاضر خدمت ہوتا تو مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیتے۔''

پشاور یونیورسٹی سے ریٹائرمنٹ تک ڈاکٹر کے بی نسیم کے یہ معاملات جاری رہے۔ وہ باقاعدگی سے آستانہ عالیہ قادریہ یکہ توت شریف حاضری دیا کرتے تھے۔ خصوصاً بڑی گیارہویں شریف کے موقع پر وہ ساری رات مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھے ہوتے۔ تمام شب ذکر وفکر اور نعت ومنقبت کا سلسلہ جاری رہتا اور ڈاکٹر صاحب بھی آخر تک موجود رہتے۔ ہمارے حلقہ قادریہ امیریہ میں ان کے متعلق مشہور تھا کہ یہ داڑھی منڈے ولی اللہ ہیں۔

# حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دھنک رنگ شاعری

مولانا طفیل احمد مصباحی

پیشوائے اہلسنت، مجددِ عصر حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۵۶ / ۱۹۳۷ھ) کی قاموسی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ جامعِ شریعت وطریقت اور مروجہ علوم وفنون کے زبردست فاضل تھے۔ عالمِ ربانی اور عارفِ لاثانی تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ چودھویں صدی کے مجدد ہونے کا نشانِ امتیاز بھی آپ کو حاصل تھا۔

''مہرِ جہاں تاب'' میں لکھا ہے کہ آپ کے استاذ گرامی محدث جلیل حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ پیر سید مہر علی زمانہ کے مقتدا ہوں گے اور باطنی ولایت میں یگانۂ روزگار ہونے کے علاوہ ظاہری علم وفضل میں بھی تمام ہم عصروں میں ملک ہند میں سبقت لے جائیں گے۔ استاذِ محترم کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی اور آپ مہرِ جہاں تاب بن کر اس طرح چمکے کہ ہزاروں دلوں کو ایمان وایقان کی روشنی بخشی اور دین وسنیت کی ایسی عظیم الشان خدمت انجام دی کہ دنیا آج بھی حیرت زدہ ہے۔ دین وسنیت کی ترویج وتوسیع اور گمراہ فرقوں کے ردوابطال میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور فتنۂ قادیانیت کے تابوت میں کیل ٹھوکنے میں آپ نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔

آپ ہر جہت سے منفرد وممتاز تھے۔ وقت کے اکابر علما ومشائخ نے آپ کی عظمت کا قصیدہ پڑھا ہے اور آپ کے علمی تبحر اور آپ کے دینی وعلمی اور ملی کارناموں کو سراہا ہے۔ مندرجہ ذیل کتب ورسائل آپ کے علمی تبحر پر دال ہیں: (۱) تحقیق الحق فی کلمۃ الحق (۲) شمس الھدایہ (۳) سیف چشتیائی (۴) اعلٰی کلمۃ اللہ وما اہل بہ لغیر اللہ (۵) الفتوحات الصمدیہ (۶) تصفیہ ما بین سنی وشیعہ (۷) فتاویٰ مہریہ مرآۃ

العرفان (۸) مکتوبات طیبات (۹) ملفوظات مہر علی شاہ۔

آپ کی تہہ دار فکر و شخصیت کے بیشمار پہلو ہیں اور ہر پہلو اس قدر وسیع و ہمہ گیر ہے کہ اس کے احاطے کے لیے دفتر چاہیے۔ دیگر اوصاف و کمالات سے قطعِ نظر یہاں صرف آپ کی شاعرانہ حیثیت پر گفتگو کی جارہی ہے اور بحیثیت شاعر آپ کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

شاعری آپ کے لیے وجہِ افتخار نہ تھی اور نہ آپ اس میدان کے آدمی تھے۔ طبیعت موزوں پائی تھی اور میخانۂ روحانیت کے رند بھی تھے اس لیے جب کبھی حال کی کیفیت طاری ہوتی، بے ساختہ زبان پر فکر انگیز روحانی اشعار مچلنے لگتے۔ اس میں دورائے نہیں کہ آپ اپنے وقت کے قادر الکلام اور منجھے ہوئے پُر گو صوفی شاعر تھے۔ بیک وقت چار زبانوں میں شاعری کر کے آپ نے معاصرین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اس معاملے میں آپ کے ہم عصر بزرگ حضور اعلیٰحضرت اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ ہی آپ کے مقابل و متبادل ہو سکتے ہیں۔ ''مِرأۃ العرفان'' آپ کا اسم بامسمیٰ شعری مجموعہ ہے جس میں آپ کے اردو، فارسی، ہندی اور پنجابی کلام شامل ہیں۔ اس کے مرتب و مدوّن فیض احمد فیض صاحب آپ کی شاعرانہ صلاحیتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اگرچہ آنجناب (پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ) کا مشغلہ شعر و شاعری نہیں تھا، تاہم بعض اوقات بلا تکلف بطریقِ آمد آپ کی زبان مبارک سے بعض اشعار اور غزلیات منصۂ شہود پر آتے ہیں جو آپ کی قلبی کیفیات کے آئینہ دار ہیں۔ حضرت کی بعض پنجابی نظمیں قبول عام حاصل کر چکی ہیں اور بے پناہ تاثیر کی حامل ہیں۔ بالخصوص وہ نعت جس کا مطلع ہے: '' آج سِک متراں دی ودھیری اے -- کیوں دلڑی اداس گھنیری اے'' اور دو مزید نعتیں ''اجے نہ اوہ پیّاں دِسدیاں سانوں ماہی والیاں ٹاہلیاں'' اور ''دل لگڑا بے پرواہاں نال'' اس ملک میں قوالی کی جان سمجھی جاتی ہیں... حضرت قبلہ عالم قدس سرہ پنجابی اور فارسی زبان کے ایک نغز گو سخنور تھے۔ آپ کا کلام جو نعت، مناجات اور تصوف پر مشتمل ہے، اپنی سلاست اور انوکھے انداز کی وجہ سے غلبۂ حال کا مرقع معلوم ہوتا ہے۔ کئی طویل

نظمیں فی البدیہہ لکھتے یا لکھوا دیتے تھے۔ وارداتِ غیبی کی تاثیر سے ایک مرتبہ قافیہ وردیف سے بے نیاز ہو کر بھی کلام ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ اپنے فرزند حضرت قبلہ بابو جی کی طرف ایک مکتوب میں اس قسم کا ایک شعر درج کر کے فرماتے ہیں: لسان الوقت کو قافیہ وردیف سے غرض نہیں۔ لہٰذا مجنونانہ مضامین پر عقل کو مواخذہ کا استحقاق نہیں۔

الشعراء تلامیذ الرحمٰن شاعر کو تلمیذِ رحمٰن کہا گیا ہے۔ اس جہت سے صوفیائے کرام کو ''لسان الغیب'' سمجھنا چاہیے کہ وہ محرمِ اسرارِ حق ہوا کرتے ہیں اور ان کا کلام غیبی اشارات کا آئینہ ہوا کرتا ہے۔ خواجہ حافظ شیرازی (جن کو سرکار سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ صوفیِ کامل اور مجذوب کہا کرتے تھے) کو اسی معنی کے اعتبار سے ''لسان الغیب'' کہا جاتا ہے۔

صوفیائے کرام کی شاعری الہامی نوعیت کی ہوا کرتی ہے۔ وارداتِ قلبی کو وہ بڑے والہانہ انداز میں پیش کرتے ہیں جس کی تاثیر سے سعادتمند روحیں بیکل اور مضطرب ہو جاتی ہیں۔ وہ لسان العصر ہوتے ہیں جو حقائق و معارف کے تابدار موتی رولتے ہیں، جن کی تہوں تک ظاہر بین نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں۔ سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی اسی نوع کے شاعر تھے۔ آپ نے مختلف زبانوں میں شاعری کی ہے۔ آپ کی صوفیانہ شاعری کانوں میں رس گھولتی ہے۔ آپ نے تصوف کے مضامین، صوفیانہ خیالات اور عارفانہ افکار و نظریات کی ترجمانی بڑے اچھوتے انداز میں کی ہے۔ حمد و مناجات، نعتِ رسول ﷺ اور بزرگانِ دین کی شان منقبت کے اشعار والہانہ اسلوب میں نظم کیے ہیں۔ آپ کی دھنک رنگ شاعری میں ایمان و یقین، عشق و وارفتگی، عرفان و آگہی اور روحانیت کے نوع بنوع انداز دیکھنے کو ملتے ہیں۔

یہ اشعار دیکھیں کہ کس قدر معنیٰ خیز ہیں:

مئے توحید از خم خانۂ غیب
بہ مستانِ الست انعام کردند
چوں غلطیدم ز مستی ہا بہر سو
حریفاں مستی از من وام کردند

ہویدا شد در امکاں صورتِ حق
بہ آں صورت جہاں را رام کردند
بمہرِ آں کہ غیرش نیست موجود
بخود آغاز و ہم انجام کردند

ان اشعار میں صوفیانہ رنگ وآہنگ، توحید کی سرمستی اور فلسفۂ وحدۃ الوجود کی جو عکاسی کی گئی ہے وہ اہلِ نظر سے مخفی نہیں۔ جذبے کی صداقت، بیان کی نفاست، فکر کی طہارت، زبان کی حلاوت، قرینۂ اظہار، جذبِ دروں، شوقِ فراواں، سادگی و پرکاری اور سنجیدگی و شیفتگی آپ کے کلام کی نمایاں ترین خصوصیات میں سے ہیں۔ حسّاس قاری اور دردمند دل رکھنے والا سامع آپ کے عارفانہ کلام سن کر مسحور ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ آپ کی مندرجہ ذیل نعتیہ غزل زبان و بیان کا خوب صورت مرقع ہے جس کی سطر سطر سے آپ کی شاعرانہ عظمت مترشح ہوتی ہے اور اس کا تغزلانہ آہنگ قاری کو مسحور کرتا ہے:

دلا کس کی لگن میں پھرتا ہے وحشی تو بن بن میں
پٹن میں منٹگمری میں علی حیدر کے موطن میں
یہاں لا کر کیا قائل فسونِ سحر کا اپنے
کمندِ زلف میں تیرِ مژہ میں چشمِ پُرفن میں
وہاں سوئے پڑھے تھے خوش عدم کی نیند میں بیخود
جگا کر جلوہ دکھلایا ہمیں مظہر دیوانن میں
ارے ساقی ترے ممنون ہیں سب رند و مستانے
پلا دے جام بھر کر جس سے سب غم جائیں آنن میں
نگارِ و الضحیٰ روئے و واللیلِ سجیٰ موئے
ابھی گزرے ہیں اس رہ سے بھری خوشبو مشامن ہیں
یہ کیسا ہے گداز و سوز کیسی ہے یہ بے خوابی

جگر میں آنکھ میں دل میں سراپا جسم میں تن میں
حریفِ ساغر و مئے ہوں غریقِ بحرِ عصیاں ہوں
سہارا ہے فترضیٰ کا مجھے محشر مکان میں
مجھے کیا غم ہے محشر کا مرا حامی ہے جب وہ شاہ
کہا لولاک وَ طٰہٰ و مُزمّل جس کی شانن میں
دلا مت رو غلام ہو کر تو محی الدین جیلی کا
مُریدی لا تخف بس ہے سہارا ہر دو کونن میں

آپ کی بلند پایہ شاعری واقعی دھنک رنگ شاعری ہے اور بالخصوص آپ کی فارسی شاعری میں بڑی جاذبیت و معنویت پائی جاتی ہے۔ راقم الحروف سب سے زیادہ آپ کے فارسی کلام سے محظوظ ہوا جس میں فکر و فن کی دل آویزی، جمالیاتی رنگ و آہنگ، خیال کی پاکیزگی، رفعتِ تخیل، زبان کی سادگی اور بیان کی ساحری ذہن و فکر کو اپیل کرتی ہے۔ آپ کی شاعری اس قدر موضوعاتی تنوع کی حامل ہے کہ میرے لیے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ آپ کی شاعری کی کن جہات کو نمایاں کروں اور کن گوشوں کو ترک کروں۔ یہاں حال اس شعر کے مصداق ہے:

شکارِ ماہ کہ تسخیر آفتاب کروں
کسے میں ترک کروں کس کا انتخاب کروں

سید پیر مہر علی شاہ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ بیک وقت چار زبانوں میں شاعری آپ کی قادر الکلامی اور شعری بوقلمونی کو واضح کرتی ہے۔ آپ کے فتراکِ سخن میں ہر قسم کے عطر بیز شعری نمونے موجود ہیں۔ حمد، مناجات، نعت، منقبت، صوفیانہ افکار و نظریات اور پاکیزہ تعلیمات سے آپ نے اپنے خیابانِ فکر و سخن کو آراستہ کیا ہے۔ اوپر آپ کے حمدیہ و نعتیہ اور مثنوی کے ضمن میں آپ کی منقبتی نمونے پیش کیے جا چکے ہیں۔ فارسی مناجات و نعت کے یہ فکر انگیز نمونے بھی ملاحظہ کریں۔ فکر کی بلندی، خیال کی پاکیزگی اور اسلوب کی رعنائی و دلکشی ہر شعر سے ظاہر ہے:

گرچہ غرقِ بحر عصیانیم ما
آیتِ ”لا تقنطوا“ خوانیم ما

کن بشایان درت ما را قبول
حضرتت را گر نشایانیم ما

بر زمینِ عجز بہر وصلتت
عمرہا شد جبہہ سایانیم ما

گر نہ باشد لامِ لطفت دستگیر
در خجالت تا ابد مانیم ما

عقلِ کل عاجز بماندہ در صفات
کنہِ ذاتت را کجا دانیم ما

مورِ لنگیم و ضعیف و مضطرب
چوں نظر افتد سلیمانیم ما

گر نباشی رہنما در وصل خویش
ہمچناں اعمٰی و کورانیم ما

می کنم دریوزۂ وصلِ ترا
شیئًا ﷲ از گدایانیم ما

می کند مہرِ علی از سوزِ دل
نالہ ہا کہ وصل جویانیم ما

مندرجہ ذیل فارسی نعت، غزلیہ آہنگ میں ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں تغزل کی چاشنی بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے رخِ اقدس کو مصحف قرار دیتے ہوئے اس پر آیاتِ الٰہی کا مشاہدہ کرنا، تعبیر کی عمدگی کی بڑی اچھوتی مثال ہے۔ پیر مہر علی شاہ جیسے قادر الکلام شاعر ہی ایسی ہنر مندی

دکھا سکتے ہیں۔ ہر شعر بلکہ ہر مصرع عشق و وارفتگی اور اضطراب و التہاب میں ڈوبا ہوا ہے:

آشفتۂ مہروئے پُر ناز و ستم گارم
من کُشتۂ ابروئے آں دلبر عیارم
بر یادِ سیہ چشمے ہمہ روز سیاہم شد
و ز ناوک مژگانش صد خار بہ دل دارم
از زلفِ پریشانش شد خانہ بدوشِ من
در مصحفِ روئے او آیاتِ خدا دارم
عشق آمد و شد ساری چوں بو بگلاب اندر
او در من و من در وے سرّ یست از اسرارم
بیروں نہ زدم قدمے و ایں طرفہ تماشا بیں
پر آبلہ شد پایم عمریست کہ سیارم
تا یافتہ ام خبرے از بابِ علومِ دل
دلدادہ بمہرِ آں شہ حیدرِ کرّارم

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں منقبت کا یہ انداز دیکھیں اور آیت کریمہ: **النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم .....** کی ترجمانی ملاحظہ کریں:

کیست مولائے علی مولائے کل
ھٰکذا قد قالہ خیر الرسل
از نفوسِ ما است اولیٰ تر نبی
پس علی را ایں چناں داں یا اخی
گشت اول از ہمہ نورِ نبی
بود اقرب تر بہ او نورِ علی

# پیر مہر علی شاہ اور شاہ سلیمان پھلواری

محمد نعمان چشتی

## حضرت شاہ سلیمان پھلواری علیہ الرحمہ

آپ کی ولادت ۱۸۵۶ء میں پھلواری شریف میں ہوئی۔آپ نے اپنے وقت کے جید علما سے تحصیل علم کیا جن میں مولانا احمد علی سہارنپوری اور لطف اللہ علیگڑھی جیسے اساطین علم وفضل شامل ہیں۔شیخ الشیوخ شاہ فضل الرحمان گنج مرادآبادی اور شیخ المشائخ حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہا اللہ سے خلافت پا کر مجازِ طریقت ہوئے۔آپ کی خطابت پر اثر ہوتی۔

آپ اپنے سحر انگیز خطاب کے ذریعے لوگوں کو تعلیماتِ اسلامیہ سے روشناس کرانے کی خاطر خواہ کوشش کرتے۔ندوۃ العلماء کے بانیوں میں مولانا محمد علی مونگھیری اور مولانا احمد حسن کانپوری کے ہمراہ آپ بھی تھے۔یوں ہی جمعیت علماء بھی سب سے پہلے بہار میں آپ کی زیر سرپرستی قائم ہوئی اور بعد میں جب جمعیت علمائے ہند قائم ہوئی تو یہ اسی میں ضم کر دی گئی۔کچھ آگے چل کر جب جمعیت علمائے ہند کے افراد پنڈت جواہر لال نہرو کے جھانسے میں آئے تو آپ نے بھی دیگر مقتدر شرکاء سمیت اس سے کنارہ کشی کر لی۔

ان امور کے علاوہ آپ ماہر تعلیم بھی تھے جس وجہ سے اسلامیہ کالج پشاور کی بنیاد رکھتے وقت آپ وہیں موجود تھے۔علاوہ ازیں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ٹرسٹی، دارالعلوم ندوی کے معتمد تعلیم، اسلامیہ کالج لاہور، مسلم کالج پشاور وغیرہم جیسے کئی اداروں کے قیام واستحکام میں آپ کا کردار نمایاں رہا۔

آپ کے احوال پہ مفصل کتاب "خاتم سلیمانی" حضرت مولانا شاہ غلام حسنین ندوی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ نے شائع کی جس میں آپ کے احوال، ملفوظات، آپ کے وصال پر لکھے گئے مضامین او تاثرات شامل

ہیں۔ جبکہ آپ کے مکاتیب پہ مشتمل ضخیم کتاب "شمس المعارف" بھی شائع ہو چکی ہے۔ آپ کا وصال ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو پھلواری شریف میں ہوا۔

## حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ۱۸۵۹ء میں راولپنڈی کے نواحی علاقے گولڑہ میں ہوئی جو بعد میں گولڑہ شریف کے نام سے معروف ہوا۔ ابتدائی تعلیم خانقاہ، بھوئی گاڑ، انگہ، چکوال میں حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ کتب کی تعلیم کے لیے علیگڑھ اور سہارنپور کی درسگاہوں کا رُخ کیا جہاں استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علیگڑھی اور استاذ المحدثین مولانا احمد علی سہارنپوری جیسے اساتذہ وقت سے تکمیل کر کے واپس لوٹے اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

تحصیل علم سے فراغت پاتے ہی محض اُنیس سال کی عمر میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پا کر مسند طریقت پر فائز ہوئے۔ اس سے قبل سلسلہ قادریہ میں اپنے والد کے ماموں خواجہ فضل دین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے جبکہ بعد میں سلسلہ چشتیہ صابریہ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت پائی۔

آپ کی حیات وخدمات کا جائزہ لینے سے امام ربانی مجدد الف ثانی کی یاد تازہ ہوتی ہے کہ آپ نے جہاں تصوف کی ادق ابحاث کو حل کیا، حقائق و معارف سے اہل اللہ کو روشناس کرایا، سالکین کو راہِ سلوک طے کروایا وہیں اسلام کو درپیش چیلنجوں کا سامنا بھی کیا اور ساتھ ہی اہلسنّت میں پیدا شدہ غلط رسومات کے سد باب کی کوششیں بھی کیں۔ کہیں غلط نظریات پیدا ہوتے دکھائی دیے تو پہلی فرصت میں اس کی اصلاح کی طرف توجہ کی۔

آپ کا سب سے مشہور و معروف مجاہدانہ کارنامہ فتنہ مرزائیت کا سد باب ہے جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف میدانِ کارزار میں نکل کر اس کو شکست فاش دینے کے ساتھ ساتھ اہم کتابیں بھی ردِ مرزائیت پر تحریر کیں۔ علاوہ ازیں غیر مقلدین میں مولوی حسین علی واں بچھروی اور مولوی

عبدالاحد خانپوری کے ساتھ آپ کے مناظرانہ مباحث بھی معروف ہیں۔

آپ کی چودہ کتابیں طبع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں جن میں تحقیق الحق، شمس الهدایہ، ہدیۃ الرسول، سیف چشتیائی، الفتوحات الصمدیہ، سیرت نبویہ، ایضاح المراد، مکتوبات مطہرات، فتاویٰ مہریہ، ملفوظات وغیرہم شامل ہیں۔ آپ کی مفصل سوانح "مہر منیر" طبع ہو چکی ہے۔

آپ کا حلقہ ارشاد پاک و ہند کے علاوہ افغانستان، ترکیہ اور شام تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا محمد غازی خان، مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا جماعت علی شاہ علی پوری، مولانا ضیاء الدین احمد مدنی، مولانا محب النبی ہاشمی، مولانا غلام محمد گھوٹوی جیسے لوگ شامل ہیں جبکہ مسترشدین میں مولانا فضل حق رامپوری، قاری عبدالرحمن مکی، قاری عبداللہ مکی، مولانا احمد علی شاہ بٹالوی، مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا غلام محمود پپلانوی اور مولانا مہر محمد اچھروی جیسے لوگوں کے نام شامل ہیں۔

آپ کا وصال ۹ جون ۱۹۳۷ء کو گولڑہ شریف میں ہوا اور وہیں جسد خاکی کو سپردِ خاک کیا گیا۔

## راہ و رسم

چونکہ پھلواری شریف (بہار، انڈیا) اور گولڑہ شریف کافی فاصلہ پر ہیں اور پھر دونوں اکابر کی علمی مصروفیات اس قدر زیادہ تھیں جو باہم زیادہ ملاقات کا موقع نہ دے سکیں البتہ اس قدر ضرور ہے کہ دونوں بزرگوں کی باہم ملاقات بھی ہوئی تھی اور طرفین میں ادب و احترام کا عنصر بھی نمایاں طور پر دیکھا جاتا رہا۔

دونوں بزرگوں میں پہلی ملاقات کب اور کہاں ہوئی اس پر کوئی واضح شواہد نہیں مل سکے البتہ قرائن بتاتے ہیں کہ دونوں بزرگوں کے درمیان ایک ملاقات ہوئی تھی جس سے باہمی تعلق میں گہرائی پیدا ہوئی۔

اس سلسلے میں حضرت پھلواری کا اقتباس ملاحظہ کیجیے۔ حضرت خواجہ صاحب اپنے ایک مرید و خلیفہ شاہ وصی الدین صاحب کے نام لکھے گئے مکتوب میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"بڑے بڑے مشائخ اور فقراء اہل حلقہ موجود تھے، منجملہ ان کے پیر مہر علی شاہ ساکن گولڑہ سے مجھے بہت ہی مناسبت معلوم ہوئی۔ وہ حضرت غوث الثقلین کی اولاد پاک سے ہیں اور چشتی نظامی مشرف رکھتے ہیں، علم ظاہر میں یگانہ عصر ہیں۔ جناب مولوی لطف اللہ علیگڑھی صاحب کے شاگرد اور حدیث میں مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے شاگرد ہیں، ریاضت انہوں نے بہت کی ہے، ان کے پاس بیٹھنے میں رنگ آتا ہے، صاحب سماع ہیں، وجد بھی مزے دار کرتے ہیں، اس فقیر سے وہ بھی بہت خوش ہوئے۔" (شمس المعارف صفحہ ۲۵۲)

یہاں سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہ پہلی ملاقات ہو جس کے بعد دونوں بزرگوں میں مراسم شروع ہوئے ہوں۔ مکتوب پر کوئی تاریخ درج نہیں جس سے کوئی اندازہ لگایا جا سکے البتہ اس قدر ضرور معلوم ہوا کہ آپ جالندھر سے پاک پتن شریف حاضر ہوئے اور اسی حاضری کے دوران یہاں موجود علما و مشائخ میں حضرت گولڑوی بھی تھے۔ حضرت گولڑوی کا معمول تھا کہ آپ ہر عرس پر پاکپتن حاضر ہوتے۔ عین ممکن ہے کہ انہی ایام میں ملاقات ہوئی ہو۔

اس اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت گولڑوی سے پہلے سے متعارف تھے اسی لیے لکھا کہ "آپ علوم ظاہری میں یگانہ عصر ہیں" اور پھر اساتذہ کا ذکر بھی کرنا اس بات کی عکاسی کرتا ہے حضرت گولڑوی سے آپ متعارف پہلے سے تھے مگر باہم ملاقات کا شاید یہ پہلا موقع تھا۔

اسی باہمی راہ و رسم کا عکاس وہ مکتوب بھی ہے جو حضرت گولڑوی نے خواجہ صاحب کے وصال پر بھیجا۔ حضرت خواجہ شاہ سلیمان پھلواری علیہ الرحمہ کا وصال ۱۹۳۵ء میں ہوا جو کہ قبلہ عالم گولڑوی کے استغراق کی انتہا کا زمانہ ہے، اسی دور کے متعلق " مہر منیر " میں درج ہے کہ آپ پر اکثر و بیشتر استغراقی کیفیات طاری رہتیں۔ حضرت مولانا فیض احمد فیض "مہر منیر" باب ۶، فصل ۲ میں لکھتے ہیں:

"بہر حال ان عجیب وغریب کیفیات کا ورود حضرت قبلہ عالم پر ۱۹۳۲ء میں شروع ہوا اور ۱۹۳۵ء میں عروج پر پہنچ گیا۔ پہلے مسجد تک جانا متعذر رہا، پھر بستر پر نماز ادا کرنے لگے اور پھر اشاروں سے نماز ادا ہونے لگی اور آخر میں اشاروں سے بھی معذوری ہو گئی"۔

وہ کیفیت کہ جس میں اشاروں سے بھی نماز ادا نہیں جا سکتی تھی اس حال میں بھی تعزیتی مکتوب روانہ کرنا اور رنج وملال کا اظہار کرنا یقیناً گہرے تعلقات کا عکاس ہے۔ حضرت گولڑہ کا تعزیتی مکتوب ملاحظہ فرمائیں:

''مکرمی ومعظمی جناب سیادت پناہ سید حسن میاں صاحب دام عنایتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواری کی وفات حسرت آیات نے بے حد صدمہ اور رنج و قلق پہنچایا۔ حضرت سے حجرہ رین بسیرا خواجہ صاحب میں شرف نیاز حاصل ہوا تھا، یہاں کی نسبت کی وجہ سے حضرت نے مجھ پر خاص مہربانی فرمائی۔ میرے حضرت مدظلہ کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ جناب حضرت صاحب قبلہ مدظلہ اور جناب صاحبزادہ مدظلہ کی طرف سے آپ کو دعا وسلام اور تعزیت۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب مرحوم کو جوارِ رحمت میں لیتے ہوئے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

اپنے حضرت مدظلہ کے حکم سے یہ خط لکھا، حضرت کو اس سانحہ عظیم پر بہت صدمہ ہے۔

نیاز مند سلطان محمود، حال معتمد ڈاک آستانہ عالیہ''۔ (خاتم سلیمانی، حصہ سوم صفحہ ۱۳۔ ۱۴)

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب جس گہرے تعلق کو ظاہر کر رہا ہے اس کی مزید وضاحت حضرت شاہ سلیمان پھلواری علیہ الرحمہ کے تاثرات کرتے ہیں۔ مذکورہ مکتوب میں مولانا سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کا لکھنا کہ "گولڑہ شریف کی نسبت کی وجہ سے خصوصی مہربانی فرمائی اور میرے حضرت کے حالات و واقعات پوچھتے رہے" اس امر پر دال ہے کہ دونوں بزرگوں میں اچھا دوستانہ تھا۔ اسی دوستانہ تعلق کی رعایت میں حضرت مولانا کو بھی خصوصی عزت واحترام دیا گیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو خواجہ سید غلام حسین پھلواری رحمۃ اللہ علیہ نے بابو جی کے نام تعزیتی مکتوب خواجہ حسن نظامی کے ذریعے ان کے شمارے منادی میں شائع کروایا ملاحظہ کیجیے:

''پھلواری شریف میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف کی فاتحہ گذشتہ جمعہ صبح ۹ بجے حضرت مولانا سید غلام محی الدین شاہ صاحب کا ایک تار بہ نام حضرت مولانا سید شاہ حسین میاں سجادہ نشین پہنچا جس میں یہ منحوس اطلاع تھی کہ شیخ المشائخ حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔

اس خبر وحشت اثر کو سن کر حضرت سجادہ نشین کے علاوہ خانقاہ شریف کا ہر شخص تصویر غم و الم بن گیا۔

اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت مولانا سید شاہ سلیمان صاحب اور غفران مآب حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے درمیان گہری محبت تھی۔

حضرت شاہ سلیمان صاحب پیر صاحب کے علم و فضل، وسعت نظر، زہد و اتقاءاور خصوصی طور پر علم تصوف پر ان کے غایت عبور کو اکثر اپنی مجلسوں میں بیان کرتے تھے۔ جامع مسجد پھلواری شریف میں نماز سے پہلے حضرت مولانا شاہ حسین میاں سجادہ نشین مدظلہ نے حضرت پیر صاحب کے اوصاف اور ان کی اسلامی خدمتوں کو بیان فرمایا، لوگوں نے فاتحہ پڑھی اور پھر بعد نماز بھی دعائے خیر کی گئی۔ پھلواری شریف کے لوگوں کو اس حادثہ کا رنج والم ہوا۔ والسلام'' (منادی دہلی، جون ۱۹۳۷ء)

یہ خط واضح کرتا ہے کہ حضرت سلیمان صاحب نے اپنی مجالس کے جلیسوں کو بھی حضرت گولڑوی سے متعارف کروادیا تھا اور ان کے علمی کمالات جو جا بجا بیان کیا کرتے تھے۔

الغرض ان سب شواہد کو دیکھ کر اس قدر ضرور کہا جاسکتا ہے کہ دونوں بزرگوں میں گہرا تعلق رہا جس کا اظہار طرفین سے ہوتا رہتا تھا۔ یہ مراسم آگے بڑھ سکے، اس بارے میں کوئی مضبوط شواہد دست یاب نہیں ہو سکے، نیز یہ بھی واضح رہے کہ حضرت شاہ سلیمان پھلواروی نے اگرچہ جمعیت علمائے ہند و ندوۃ العلماء جیسی تحاریک کی داغ بیل ڈالی تھی مگر نظریاتی اعتبار سے آپ اہل سنت کے ہی معتقدات پر کاربند تھے، جہاں کہیں اہل سنت سے مختلف نظریات پاتے وہاں کنارہ کشی کر لیتے۔

# غزل

جگر مراد آبادی

دل کو سکون روح کو آرام آ گیا
موت آ گئی کہ دوست کا پیغام آ گیا

جب کوئی ذکر گردش آیام آ گیا
بے اختیار لب پہ ترا نام آ گیا

غم میں بھی ہے سرور وہ ہنگام آ گیا
شاید کہ دور بادۂ گلفام آ گیا

دیوانگی ہو عقل ہو امید ہو کہ یاس
اپنا وہی ہے وقت پہ جو کام آ گیا

دل کے معاملات میں ناصح شکست کیا
سو بار حسن پر بھی یہ الزام آ گیا

صیاد شادماں ہے مگر یہ تو سوچ لے
میں آ گیا کہ سایہ تہ دام آ گیا

دل کو نہ پوچھ معرکۂ حسن و عشق میں
کیا جانیے غریب کہاں کام آ گیا

یہ کیا مقام عشق ہے ظالم کہ ان دنوں
اکثر ترے بغیر بھی آرام آ گیا

**احباب مجھ سے قطع تعلق کریں جگرؔ**
**اب آفتاب زیست لب بام آ گیا**

# نورِ عینین نبی

شاہ ابواحمد محمد علی حسنین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ جیلاں بمنِ زار و پریشاں مددے
نورِ عینین نبی سید و سلطاں مددے

حاضرم بر درِ پاکِ تو بصد رنج و الم
دستگیرا بمنِ بے سرو و ساماں مددے

بامیدیکہ بہ بغداد ز ہند آمدہ ام
مشکلم سہل کن و بر من حیراں مددے

بر دلِ مردہ من یک نظر لطف بکن
اے مسیحائے زماں عیسیٰ دوراں مددے

ما غریبیم و غریب الوطنم اے آقا
چشم رحمت بکشا سوئے غریباں مددے

شب تاریک و رہ تنگ و من بیچارہ
اندریں حال زبوں اے مہِ تاباں مددے

طالب معرفتم قلب مرا روشن کن
اے شہ کشورِ دیں صاحب عرفاں مددے

اشرفی آمدہ در حالت پیری بدرت
دستگیری بکن اے حامئ پیراں مددے

برائے رابطہ

**شاہ محمد غوث اکیڈیمی**


کوچہ آقا پیر جان، یکہ توت، پشاور شہر

0332-5553125 | www.alameer.org | info@alameer.org | facebook.com/Alameer.org